﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿……اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿……عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ — جمعۃ المبارک ۱۵/اکتوبر ۲۰۰۴ء — ۳۰/شعبان ۱۴۲۵ہجری قمری — ۱۵/اخاء ۱۳۸۳ہجری شمسی — شمارہ ۴۲

ماہ رمضان کی فضیلت

حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں شعبان کے آخری روز مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں اوراس کی راتوں کو قیام کرنے کو نفل ٹھہرایا ہے……ھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَآخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۔وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔

(صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام ۔باب فضائل شہر رمضان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

انسان معاصی اور جرائم سے تب ہی نجات پاسکتا ہے جب خدا کا جلال اس کے مدنظر ہو۔ خداتعالیٰ کی صفات کا یقینی علم ایک ہیبت ناک بجلی سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے

’’انسان معاصی اور جرائم سے تب ہی نجات پاسکتا ہے کہ اسے چوراور سانپ وغیرہ سے بڑھ کر ان کے مضر اور نقصان دہ ہونے کا یقین ہو اور خدا کا جلال اس کی عظمت اور جبروت ہر وقت اس کے مدنظر ہو۔انسان اپنی حرص وخواہش اور دلی آرزوؤں کو بھی ترک کرسکتا ہے۔مثلاً ایک ذیابیطس کا مریض جس کو ڈاکٹر کہہ دے کہ شیرینی کا استعمال بالکل ترک کردو پھر اپنی جان کی خاطر میٹھے کو چھوتا بھی نہیں۔ پس یہی حال روحانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کا ہے۔اگر خداتعالیٰ کی عظمت اوراس کا جلال سچے طور پر اس کے دل میں گھر کر چکا ہو تو پھر اس کی نافرمانی کو آگ کے کھانے سے اور موت سے بھی بدتر محسوس کرے گا۔

انسان کو جس قدر خداتعالیٰ کے اقتدار اور سطوت کا علم ہوگا اور جس قدر یقین ہوگا کہ اس کی نافرمانی کرنے کی سخت سزا ہے اسی قدر گناہ اور نافرمانی اور حکم عدولی سے اجتناب کرے گا۔دیکھو بعض لوگ موت سے پہلے ہی مر رہے ہیں۔ یہ اخیار، ابدال اور اقطاب کیا ہوتے ہیں؟ اوران میں کیا چیز زائد آجاتی ہے؟ وہ یہی یقین ہوتا ہے۔یقینی اور قطعی علم ضرورتاً اور فطرتاً انسان کو ایک امر کے واسطے مجبور کر دیتا ہے۔خداتعالیٰ کی نسبت ظن کفایت نہیں کرسکتا، شبہ مفید نہیں ہوسکتا۔اثر صرف یقین ہی میں رکھا گیا ہے۔خداتعالیٰ کی صفات کا یقینی علم ایک ہیبتناک بجلی سے بھی زیادہ اثر رکھتا ہے۔اسی کے اثر سے تو یہ لوگ سر ڈال دیتے اور گردن جھکا دیتے ہیں۔پس یاد رکھو کہ جس قدر کسی کا یقین بڑھا ہوا ہوگا اسی قدر وہ گناہ سے اجتناب کرتا ہوگا۔

بظاہر نظر تو گناہ سے بچنے والے اوراس قسم کا دعویٰ کرنے والے بہت ہوں گے مگر ان کی مثال وہی ہے جس طرح ایک پھوڑا جو کہ پیپ سے خوب بھر گیا ہو ظاہری جانب سے چمک اٹھتا ہے اور باقی حصہ جسم سے بھی اس کی چمک دمک اور روشنی بڑھی ہوئی نظر آتی ہے۔مگر اندر اس کے پیپ اور گندہ مواد بھرے ہوتے ہیں۔گناہ سے بچنے کے آثار بھی تو ساتھ ہوں۔روشنی، دھوپ اور گرمی اس بات کے شاہد ہیں کہ آفتاب نکلا ہوا ہے مگر جو شخص کہ رات کے وقت کہتا ہے کہ آفتاب چڑھا ہوا ہے حالانکہ آفتاب کے آثار نہیں۔اب بتاؤ کہ کوئی اس کی بات کو باور کرے گا؟ ہرگز نہیں۔پس یہی حال ان لوگوں کا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں حالانکہ اس ایمان کے آثار یعنی گناہ سے بکلّی نفرت اور پھر اس کے آثار کہ خداتعالیٰ کے فیوض و برکات اور تائیدات اور سچی پاکیزگی، تقویٰ اور طہارت ان میں مفقود ہوتے ہیں۔ یہ بات کہ انسان خداتعالیٰ کی رضا کے خلاف کاموں سے بالکل دستکش ہو جائے اور گناہ اور خداتعالیٰ کی نافرمانی اسے آگ کھانے سے بھی بدتر نظر آوے اور خداتعالیٰ کے مقابلہ میں کسی دنیوی جاہ وجلال کا رعب داب اس پر اثر نہ کرے بلکہ یہ ماسویٰ اللہ کو بجز ارادۂ الٰہی کسی کے نفع اور ضرر پہنچانے میں ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح سمجھے اور ایسا ہو جاوے کہ اس کا سکون اور اس کی حرکت اور اس کے تمام افعال خداتعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاویں اور یہ اپنے آپ سے فنا ہو کر خدا میں محو ہو جائے۔

یہ تمام امور انسانی طاقت سے بالاتر ہیں۔انسان کی اپنی طاقت نہیں کہ ان سب فضائل کو حاصل کرسکے اور تمام رذائل سے بکلّی پاک ہو سکے۔ سو اس غرض کے واسطے اللہ تعالیٰ کا یہ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ وہ دنیا میں ایک انسان کو مامور کر کے بھیجتا ہے اور اپنے عجائباتِ قدرت اس کے ہاتھ پر ظاہر کرتا ہے۔اس کی دعائیں قبول کر کے اس کو اطلاع دیتا ہے۔اس پر مکالمہ مخاطبہ کا فیضان جاری کرتا ہے اور اس کے ہاتھ پر ایسے ایسے خارق عادت معجزات اور غیبی امور ظاہر کرتا ہے جس سے سفلی خیالات کے انسان عاجز ہوتے ہیں اور ایسے چمکتے ہوئے اور ہیبتناک امور اس کی تائید میں ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کے دل عرفان اور لذتِ یقین سے پُر ہو کر گویا خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور اس طرح سے خداتعالیٰ کی عظمت اور جبروت، سطوت اور ہیبت کے نظارہ کرنے سے ان کے دلوں میں سے غیر اللہ اور تمام گندی اور نفسانی خواہشات جو گناہ کا مبداء ہوتی ہیں جل جاتی ہیں اور خداتعالیٰ کا جلال اور کبریائی ان کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 594-595۔جدید ایڈیشن)

❁❁❁ ………… ❁❁❁

فرمودات خلفاء

اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’پس اللہ تعالیٰ نے خدمت کا مقام دے کر احسان عظیم فرمایا مجھ پر بھی اور آپ پر بھی اور بشارت دی ارفع مقام کی اور یہ بشارت ساری امت کے لئے ہے۔یہ نہیں فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو جتنا دیا اس سے زیادہ دوں گا بلکہ فرمایا کہ جتنی نیکی، بڑائی اور بزرگی کسی کے دماغ میں آسکتی ہے اس سے بھی زیادہ دوں گا ۔تم خیر امت ہو اس لئے میں تمہیں اپنے اس معیار کے مطابق دوں گا۔جب خیر کا معیار مقرر کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے انسان کے سپرد نہیں فرمایا تو وہ کہاں سے مقرر کرے گا۔قرآن کریم نے فرمایا ہے ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ﴾ میں جو خیر ہے اس کی تعیین ہم نے کرنی ہے! تم نے نہیں کرنی۔خیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو میں خیر سمجھتا ہوں وہ خیر ہے اور تمہیں ایسی امت بنانا چاہتا ہوں جو خیر ہے اور میں تمہیں ایسی امت بنانا چاہتا ہوں جو خیر ہو۔جس کو اللہ تعالیٰ خیر یعنی بہترین امت سمجھتا ہو۔انسان کا دماغ وہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی فضل کیا کہ خدمت کا مقام دیا اور بڑا ہی فضل کیا کہ اتنی بڑی بشارت دے دی۔یعنی خیر امت بنا دیا اور خیر امت ہے ہی وہ امت کہ جو اس پاک بزرگ ہستی محمد ﷺ کے قدموں میں پڑی ہو جس کا مقام عرش رب العالمین ہے کیونکہ اس سے بہتر تو کوئی اور چیز نہیں ہے۔عام لوگ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔زیادہ پڑھے لکھے لوگ بھی تصور میں نہیں لا سکتے۔کیونکہ انسانی عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ۔لیکن ہماری عقل میں اتنا آتا ہے کہ خداتعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے وہ بڑا عظیم ہے اور یہ خیر امت ہونے کا وعدہ ہے۔اور اتنا بھی ہمیں سمجھ آتا ہے کہ اس بشارت کے حصول کے لئے جو ذمہ داری ہم پر عائد کی گئی ہے وہ بھی بہت عظیم ہے۔پہلی کسی امت پر وہ ذمہ داری عائد نہیں کی گئی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو یہ کہا گیا تھا کہ جو یہودی نہیں ہیں ان سے بھی پیار کرو۔بائیبل ایسی آیات سے بھری پڑی ہے جن میں کہا گیا ہے کہ مثلاً یہود سے سود نہ لے یعنی اپنے بھائی سے سود نہ لے لیکن جو یہودی نہیں ہے اس سے سود لے۔‘‘ (مشعل راہ جلد دوم ۔صفحہ ۳۰۵)

❁❁❁❁❁

اداریہ

رمضان ۔ برکتوں والا مہینہ

قرآن مجید کے نزول سے خاص مناسبت رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ میں غیر معمولی برکات وخصوصیات رکھی ہیں۔ اس مہینہ میں بہت سی عبادات جمع ہو جاتی ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق وہ شخص بہت ہی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی میں رمضان کا مہینہ پائے مگر اس کی برکات کے حصول کی پوری طرح کوشش نہ کر کے اپنے اگلے پچھلے سب گناہوں کو معاف نہ کروالے۔

آنحضرت ﷺ اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ صحیح اور مستند احادیث کے مطابق حضور ﷺ حضرت جبرائیل کے ساتھ اس مبارک مہینہ میں قرآن مجید کا دور مکمل کیا کرتے تھے۔ اسی مبارک سنت کو قائم رکھنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہماری جماعت میں یہ بابرکت طریق جاری ہے کہ اس ماہ میں قرآن مجید کا درس دیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی انفرادی تلاوت اور نماز تراویح میں قرآن سننے سنانے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔

صدقہ وخیرات کی طرف بھی ان مبارک ایام میں زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کی جانے والی نیکی کا ثواب عام دنوں میں کی جانے نیکی سے کئی گناہ زیادہ ہوتا ہے۔ جماعت میں ہمیشہ سے یہ بابرکت طریق بھی جاری ہے کہ ان ایام میں چندوں کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے تا کہ اس نیکی کا اجر زیادہ ہو سکے۔ نماز تہجد اور نوافل کی ادائیگی کا بھی ان دنوں خاص اہتمام ہوتا ہے۔ سحری کے لئے تو لوگ جلدی جاگنے کا اہتمام کرتے ہی ہیں تھوڑا پہلے جاگ کر تہجد کی نماز بآسانی ادا کی جاسکتی ہے۔ اس طرح اگر ایک دفعہ تہجد کی نماز کا سلسلہ شروع ہو جائے اور اس کی برکات وفوائد کا چسکا لگ جائے تو یہ ایک مستقل فائدہ ہے۔ کیونکہ نماز تہجد قرب الٰہی کے حصول کا بہت ہی مؤثر ذریعہ ہے۔

رمضان کے روزوں کی مناسبت سے یہ ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں کم کھانے کی وجہ سے انسان کی صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اس فائدہ کو حاصل کرنے کے لئے یہ امر بہت ہی ضروری ہے کہ سحری اور افطار کے وقت بہت زیادہ مقدار میں اور زیادہ مرغن کھانے نہ کھائے جائیں کیونکہ اس طرح فائدہ کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ زیادہ کھانے کی ایک وجہ ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ سارا دن بھوکا رہنے سے کمزوری ہو جائے گی اس لئے زیادہ مقدار میں اور زیادہ مقوی اور مرغن کھانے استعمال کئے جائیں مگر اس کے نتیجہ میں پیٹ کی خرابیوں اور موٹاپے کی بیماری کے علاوہ یہ نقصان بھی ہوتا ہے کہ اس طرح روزہ رکھنے والا طبیعت کی گرانی، سستی اور نیند کی وجہ سے اپنا وہ قیمتی وقت جو وہ عبادت اور ذکر الٰہی میں بسر کر سکتا تھا ضائع کر دیتا ہے جو یقیناً ایک بہت بڑا نقصان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کم اور ہلکا پھلکا کھانے سے طبیعت میں شگفتگی رہتی ہے جس سے عبادات کی طرف زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ متعدد مرتبہ اپنے خطبات، درسوں اور کلاسوں وغیرہ میں اس ضروری امر کی طرف توجہ دلا چکے ہیں کہ کم کھانے سے بہت سے جسمانی اور روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے بھی کم کھانے کو ایمان کی نشانی قرار دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رمضان سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ایک نہایت کارآمد اور مفید نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ کہ رمضان میں کثرت عبادت اور رقت وخشوع کی وجہ سے طبیعت میں نیکی کی طرف جو میلان پیدا ہوتا ہے اس سے مستقل اور زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے ہر شخص اس بات کا عہد کرے کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی کمزوری اور گناہ کو ترک کر کے اس کی جگہ کوئی زائد نیکی اختیار کرے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں رمضان کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر)

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر ایک کو دیکھ لُوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اِن کو جو مجھ کو دیا ہے
عجب مُحسن ہے تو بحر الایادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے مُنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
نہ آوے ان کے گھر تک رُعبِ دجّال
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال
نہ ہوں وہ دُکھ میں اور رنجوں سے پامال
یہی اُمّید ہے دل نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے اِن پر رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا
یہی اُمّید ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا، اَلم کا ، بے بسی کا
یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تُو نے پہلے سے سنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(درثمین)

جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ جس نے سیاست کو ہمیشہ کے لئے مُلّاں کا غلام بنا دیا

(احمدیوں پر مسلسل جاری رہنے والے ظلم و ستم کے عبرت انگیز بھیانک نتائج)

(خطبہ جمعہ 6/ نومبر 1992ء فرمودہ حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

دوسری اور آخری قسط

پس بنگلہ دیش کی وزیراعظم محترمہ کو اور وہاں کے دانشوروں کو میں سمجھاتا ہوں۔ یہ ایک غریبانہ عاجزانہ نصیحت ہے کہ ان جہالتوں کا اعادہ نہ کریں جو ظلمات بن کر آپ کو ایسا گھیر لیں گی کہ آپ اپنے اندر اُن ظلمات سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔ پہلے ہی غریب ملک ہے، کئی قسم کے حوادث کا شکار ہے۔ غربت اتنی ہے کہ کسی ملک میں کم ہی اتنی غربت ہو گی۔ بچوں کو پہننے کے لئے معمولی کپڑے میسّر نہیں، بھاری تعداد ایسی ہے جو لنگوٹوں میں یا ایک ایک چادر میں معمولی گزارا کرتی ہے۔ ایک وقت کی روٹی مل جائے تو غنیمت سمجھی جاتی ہے۔ اس کے اوپر آپ خدا کا غضب سہیڑ بیٹھیں اور خدا کو ناراض کرنے کے لئے کوئی اقدام کر بیٹھیں تو بہت بڑی جہالت ہو گی۔ آپ نے ایسی بیہودہ حرکت کی تو تاریخ کبھی آپ کو معاف نہیں کرے گی۔

مُلّاں آپ کو اسلام کے نام پر یہ کہتے ہیں کہ یہ عظیم الشان خدمت ہے کیونکہ، 'نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ' ایک شخص نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوّت پر ڈاکہ ڈال دیا ہے، آپ کی خاتمیت پر ڈاکہ ڈال دیا ہے۔

یہ ایسا بیہودہ محاورہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی گستاخی ہے۔ کون ہے اور کس ماں نے وہ بچہ جنا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عزّت پر ڈاکہ ڈال سکے یا آپؐ کی نبوت پر ڈاکہ ڈال سکے۔ کوئی ایسا شخص پیدا ہی نہیں ہوا اور پیدا ہو تو خدا کی تقدیر اُس کا نام و نشان دنیا سے مٹا دے گی۔ پس یہ محض بے ہودہ محاورے ہیں جن میں سوائے جھوٹ کے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ زبان سوائے فساد کے اور کوئی پیغام نہیں دیتی لیکن جاہل عوام الناس بلکہ سیاستدان بھی جہالت میں مبتلا ہو کر ان جھوٹے اور کھوکھلے نعروں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔

کہتے ہیں، نعوذ باللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا؟ کوئی ان سے پوچھے کہ کیسے ڈاکہ ڈالا۔ پھر اگر تم میں کوئی غیرت ہے تو صرف رسول کی غیرت رہ گئی ہے اور خدا کی کوئی غیرت نہیں!؟۔ دنیا میں آج انسانوں کی بھاری اکثریت ہے جنہوں نے خدا کی خدائی پر، تمہارے محاورہ کے مطابق، ڈاکے ڈال رکھے ہیں، جو بُت پرست ہیں۔ آج دنیا میں ان کی اکثریت ہے جنہوں نے خدا کے رسولوں کو خدا کا بیٹا بنا لیا اُن کی بھاری اکثریت ہے اور وہ تمہارے محاورے کے مطابق خدا کی خدائی لُوٹ بیٹھے، خدا کی عزّتوں پر ہاتھ ڈال بیٹھے اور اس کے باوجود تمہارے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگتی۔ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس طرف تمہیں کوئی توجہ نہیں۔ جہاد کرنا ہے تو پھر ان ممالک میں جہاد کرو جہاں مسلمانوں پر ظلم و ستم توڑے جا رہے ہیں اور وہاں مولویوں کو سب سے آگے بھیجنا چاہئے کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں شوق ِشہادت سب سے زیادہ ہے۔ یہ جو کشمیر کی جنگ بندی لائن تھی اس سے بیچاروں کو روکا کیوں گیا۔ چاہئے تھا کہ مولویوں کی کھیپ کی کھیپ وہاں بھجوا دیتے تا کہ ایک دفعہ یہ شوق شہادت تو پورا کرتے لیکن یہ تو سب سے پیچھے رہتے ہیں۔ جہاں موت کا خطرہ واقعةً سامنے دکھائی دے وہاں یوں لگتا ہے جیسے سانپ سونگھ گیا ہے اور جہاں کمزور نہتے بے بس لوگوں پر ظلم کا کوئی معاملہ ہو وہاں شیروں کی طرح دندناتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

مجھے 1974ء کے دوران کی باتیں یاد ہیں۔ گوجرانولہ کے ایک گاؤں پر کچھ مولوی بہت بڑا جلوس لے کر حملہ آور ہوئے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ سارے اُس بیچارے معصوم کمزور احمدی گاؤں پر پِل پڑتے کہ کسی نے اطلاع دی کہ وہ بھی آگے سے تیار بیٹھے ہیں۔ آگے بڑھنا ہے تو ہوش سے آگے جانا کیونکہ وہ ہیں تھوڑے لیکن مرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک کے بدلے دس مار کر مریں گے۔ اس خبر سے سارا جلوس مبہوت ہو گیا اور آپس میں باتیں شروع ہوئیں کہ کون آگے بڑھے تو کسی نے مولویوں کو پکڑا کہ آپ آگے چلیں کیونکہ آپ ہی ہمیں شوق شہادت دلا کر یہاں تک لائے ہیں تو مولویوں کے لئے پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا۔ کسی نے کہا کہ ہمیں بندوق چلانی نہیں آتی۔ کسی نے کہا ہم میں یہ کمزوری پیدا ہو گئی ہے اور جب انہوں نے مولویوں کا یہ رویہ دیکھا تو جلوس والوں نے کہا کہ جب آپ کا یہ حال ہے تو پھر ہماری جانیں کیوں ضائع کرواتے ہیں، ہم بھی واپس چلتے ہیں۔ چنانچہ گاؤں کے دروازے سے وہ سارا جلوس واپس پلٹ گیا۔ تو حکومتوں کو چاہئے کہ اگر مولویوں کی صداقت آزمانی ہے تو انہیں آزمائشوں کی بھٹّی میں سب سے آگے جھونکیں۔ مسلمانوں پر جہاں جہاں مظالم ہو رہے ہیں وہاں اُن کو دھکیلا جائے۔

میں نے گزشتہ جمعہ سے کچھ عرصہ پہلے ایک جمعہ میں اعلان کیا تھا کہ بوسنیا کی سرزمین واقعةً شہادت کے لئے بلا رہی ہے۔ مَیں نے اعلان کیا تھا کہ جن ممالک میں مسلمان حکومتیں ہیں وہ صاحب اختیار ہیں وہ جہاد کر سکتی ہیں۔ جو غیر مسلم ممالک میں غیر مسلم حکومتوں میں رہتے ہیں ان کے لئے جہاد کی صورت نہیں ہے لیکن ترکی میں جہاد کا اعلان ہو سکتا ہے۔ پاکستان میں جہاد کا اعلان ہو سکتا ہے، یعنی وہاں کی حکومتیں اعلان کریں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے احمدی پیش پیش ہوں گے۔ لیکن آپ کے لئے مشکل یہ ہے کہ آپ احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے اور جہاد کے لئے استعمال کرنا شاید پسند نہ فرمائیں۔ تو میرا مشورہ یہ ہے کہ مولویوں کو بوسنیا کیوں نہیں بھجوا دیتے۔ سارے مولویوں کو پکڑ کر خواہ وہ پاکستان کے ہوں یا بنگلہ دیش کے ہوں، ان کی فوجیں بنائیں اور بوسنیا میں بھجوا کر اِن کو جام شہادت نوش کرنے دیں۔ یہ جو مولوی بیچارے مسلمان عوام کے اتنے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جام شہادت نوش کرو تو خود کیوں نہیں نوش فرماتے۔ اگر ان کی اپنی دفعہ وہ جام تلخ ہو جاتا ہے تو یہ دھوکے باز ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی ان کا یہی حال ہے۔ بار بار وہاں سے اطلاعیں آتی ہیں کہ بعض علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف مظالم ہوئے ہیں۔ برما سے بڑی بھاری تعداد میں مہاجر آئے ہیں تو ان کے لئے سر دست جو دور ہے وہ مظلومیت کا دور ہے۔ اسی میں وہ زندگی بسر کریں گے وہ اپنی مظلومیت سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ اپنے نہتہ ہونے سے بھی نہیں ڈرتے ان کو اس کمزوری کے باوجود خوف نہیں ہے کہ آپ آئیں اور ان کے چھوٹوں اور بڑوں اور بچوں کو قتل کریں، ان کے گھروں کو آگ لگائیں۔ آپ پہلے بھی اُن سے یہ کرتے رہے ہیں اور دیکھ چکے ہیں کہ اس کے باوجود وہ خوف کھانے والے نہیں ہیں۔ لیکن اگر سمجھتے ہو کہ تم واقعةً جام شہادت نوش کرنے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہارے لئے بہترین علاج یہ ہے کہ تم برما کی سرحد کھول لو اور بنگلہ دیش کی حکومت کو چاہئے کہ اچھی بھلی فوج ملی ہوئی ہے، لاکھوں کی تعداد میں مُلّاں اور ان کے چیلے چانٹے ہیں، ان کو بھجوائیں تا کہ ایک ہی دفعہ جھگڑا ختم ہو اور سیاست گندگی سے پاک ہو اور لوگ امن کی زندگی بسر کریں۔ پس جاہلانہ حرکتیں نہ کریں۔ حقیقت میں دیکھیں کہ کیا حال ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نبوت پر نہ کوئی ڈاکہ ڈال سکتا ہے، نہ قیامت تک کوئی ایسا پیدا ہو گا جو ڈاکہ ڈال سکے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تو غلامی کا دعویٰ کیا ہے اور عاشقانہ غلامی کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے تو یہ کہا ہے کہ:

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام تو پڑھ کر دیکھیں کہ وہ کیسا عاشق صادق ہے۔ عربی، اردو اور فارسی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت میں آپ کا جو کلام ہے اس کی نظیر آپ کو سارے عالم اسلام میں کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ ہوش کریں اور دیکھیں تو سہی کہ کس کے اوپر آپ کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔

آپؑ کا دعویٰ صرف یہ ہے کہ آپؑ وہ مہدی ہیں جن کے آنے کی خوشخبری محمد رسول اللہ ﷺ نے دی اور جن کے حق میں آسمان سے چاند اور سورج نے گواہی دی۔ آپؑ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپؑ وہ مسیح موعود ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں عیسائیت کے خلاف ایک عالمگیر جہاد کی بنیاد ڈالنی تھی اور مہم شروع کرنی تھی۔ جہاں تک نبوّت کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مہدی اور مسیح کا مقام غلامی نبوّت کا یعنی مطیع نبوّت کا ہے جس طرح قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے۔ وہ حقیقی نبوّت جو آزاد ہو، جو کسی دوسرے نبی کی غلام نہ ہو، وہ حقیقی نبوّت جو صاحب شریعت ہو، اس کا نہ کبھی مسیح موعودؑ نے دعویٰ فرمایا نہ کبھی ایسا ادّعا کیا بلکہ ایسے شخص پر لعنت ڈالی اور فرمایا کہ اس کا اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ تو مسیحیت اور مہدویت کا ہے اور ہم عقلاً اور نقلاً ثابت کرتے ہیں کہ امّت محمدیہ میں جو مسیح موعودؑ پیدا ہونا ہے اور مہدی موعودؑ جس نے امت محمدیہ میں ظاہر ہونا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تابع نبی ہیں۔ ان معنوں میں آزاد اور حقیقی نبی کہ گویا وہ کسی دوسرے نبی کی غلامی سے آزاد ہوں اور فی ذاتہٖ نبوّت کے کمالات حاصل کر چکے ہوں، ایسا نہ آ سکتا ہے نہ کبھی کسی نے دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ امّتی نبی کے متعلق قرآن کریم گواہ کھڑا ہے۔ جب تک تم اس آیت کو قرآن سے نوچ کر باہر نہ نکال دو تمہارا کسی پہلو سے بھی کوئی حق نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کسی قسم کا حملہ کرو اور یہ الزام لگاؤ کہ نعوذ باللہ من ذالک آپؑ نے ایسی نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جس کو قرآن ردّ کرتا ہے۔ وہ آیت یہ ہے کہ

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (سورۃ النساء :آیت 70)

کیسا کھلا کھلا اعلان عام ہے۔ آیت خاتم النبیّن برحق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اللہ کی قسمیں کھا کر اعلان کرتے ہیں کہ اس آیت پر ہمیں بدرجۂ کمال ایمان حاصل ہے بلکہ اس کی معرفت کو جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں ہمارے مخالف اُس کا ادنیٰ حصہ بھی نہیں سمجھتے لیکن اس آیت کے مضمون کی قرآن کریم کی دوسری آیت مخالف اور معاند ہو ہی نہیں سکتی۔ اُس آیت کو اس آیت کی

روشنی میں پڑھیں جس میں یہ اعلان ہے کہ نبوّت بند مگر غلامی کی نبوّت، اطاعت محمدیہ کی نبوّت وہ جاری و ساری رہے گی اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کو عطا ہوگی۔ ﴿مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ اعلان عام ہے کہ جو شخص بھی آج اللہ اور اس رسول یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کرے گا۔ ﴿فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ﴾ اب بس یہی لوگ ہیں جو انعام پانے والے ہوں گے۔ ان کے سوا کوئی نہیں ہوگا۔ تم نبوّت کہتے ہو؟ قرآن کہتا ہے کہ ہر انعام محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ یہ انعام پانے والے کون ہوں گے؟ ﴿مِّنَ النَّبِیّٖنَ﴾ نبیوں میں سے ہوں گے۔ ﴿وَالصِّدِّیْقِیْنَ﴾ صدیقوں میں سے ہوں گے۔ ﴿وَالشُّهَدَآءِ﴾ شہداء میں سے ہوں گے۔ ﴿وَالصّٰلِحِیْنَ﴾ اور صالحین میں سے ہوں گے۔ ﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا﴾ تمہیں کیسے اچھے ساتھی مل گئے۔ تم نبیوں میں سے ہو گئے۔ نبیوں کا ساتھ عطا ہو گیا۔ صدیقوں، شہیدوں، صالحین میں سے ہو گئے۔ لیکن ایک شرط ہے۔ اطاعت محمد مصطفیٰ ﷺ اور کامل اطاعت۔ جتنا اطاعت میں درجہ کمال کو پہنچو گے اتنا ہی بڑا درجہ نصیب ہو جائے گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ دعویٰ کیا ہے کہ جو کچھ میں نے پایا ہے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی اور اطاعت سے پایا ہے۔ اور اسے تم وہ حقیقی نبوّت قرار نہیں دے سکتے جس کی راہیں بند ہیں یعنی وہ نبی جو ہمیشہ کے لئے اولوالامر ہے۔ قیامت تک اس کے لفظ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ وہی حاکم ہے اور نہ صرف اپنے زمانے کا بلکہ ہمیشہ آنے والے زمانوں کا حکمران ہے۔ اس پر تم نے یہ فساد مچا رکھا ہے۔ اس پر شور ڈالا ہوا ہے۔ تم کل خدا کو کیا جواب دو گے لیکن خدا کل پر ادھار نہیں رکھا کرتا۔ ایسے بدبختوں کو جو کلام الٰہی کو توڑ مروڑ کر اپنے وحشیانہ مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں دنیا میں بھی سزائیں دی جاتی ہیں اور حال کی وہ تاریخ جس کا میں نے مختصراً ذکر کیا ہے وہ اس بات پر گواہ کھڑی ہے کہ بعد کے زمانے کی باتیں تو مرنے کے بعد دیکھی جائیں گی لیکن پھر خدا اس دنیا میں بھی نہیں بخشے گا اور سزا پر سزا دیئے چلا جائے گا۔

تو بنگلہ دیش کے رہنماؤں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ عقل سے کام لیں، ہوش کے ناخن لیں اور اپنی قوم کو اس قعر مذلت میں نہ دھکیل دیں جس میں جاتے ہوئے تو دیکھا جاتا ہے، وہاں سے نکلتے ہوئے کبھی کسی کو نہیں دیکھا گیا۔ جہاں تک سیاست کا معاملہ ہے سیاست کو تو یہ حق ہی نہیں کہ وہ مذہبی امور کے متعلق فیصلے کرے اور یہ کہے کہ فلاں کے اِدّعا کے خلاف اُس کا مذہب یہ ہے۔ یہ تو حد سے زیادہ جاہلانہ بات ہے کہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا کسی کا حق اس ملک کی سیاست چھین لے اور یہ دھمکیاں دی جائیں کہ اگر یہ حق نہ چھینا جائے گا تو یہاں خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔ بنگلہ دیش میں اگر خون کی ندیاں بہائی جائیں اور حکومت اس میں ذمہ دار ہوگی تو جو بھی خون بہے گا وہ ایک بنگالی کا خون ہوگا اور بنگال کے راہنماؤں کے اوپر اس خون کا ایک ایک قطرہ قرض ہوگا۔ **ملک میں، ملک کے باشندوں کا جو خون بہتا ہے وہ ملک کے راہنماؤں اور حاکموں پر قرض ہوتا ہے۔** ملک کے باشندوں کا حق ہے یعنی مذہب اور ملّت اور رنگ کی تفریق کے بغیر ہر شہری کا حق ہے کہ اس کی حکومت اس سے انصاف اور عدل کا معاملہ کرے اس لئے اس کے خون کا ایک ایک قطرہ تمہاری گردن پر ہوگا۔ پس بنگال میں اگر خون بہے گا تو بنگالی کا بہہ رہا ہوگا نہ مسلمان کا، نہ ہندو کا۔ مظلوم کا خون تو نہ مذہب رکھتا ہے نہ رنگ رکھتا ہے۔ وہ مظلوم ہی کا خون ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو عقل دے۔

جہاں تک سیاست کا تعلق ہے **سیاست کو زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ ایسے مذہبی امور میں دخل دے جس کے لئے سیاست بنائی نہیں گئی اور پھر ایسے امور میں دخل دے جہاں دخل دینے کی خدا نے کسی کو بھی اجازت نہ دی ہو۔** سیاست کی دنیا ایک الگ دنیا ہے۔ یہ مُلّاں دعوے کرتے رہتے ہیں کہ فلاں وجہ سے یہ غیر مسلم ہیں اور فلاں وجہ سے غیر مسلم ہیں۔ چودہ سو سال گواہ ہیں ایک دوسرے کو کافر اور غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کی عمریں کٹ گئیں اور ایک دوسرے پر انہوں نے بڑے بھیانک الزام لگائے ہیں اور بڑی شدت کے ساتھ کفر کے فتوے لگائے ہیں اور بڑے اصرار کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ فلاں فرقہ اور اس کے تمام افراد نہ صرف غیر مسلم بلکہ جہنّمی ہیں۔ پھر یہاں تک بھی لکھا ہے کہ جو شخص اس فتوے میں شک کرے گا وہ بھی غیر مسلم اور جہنّمی۔ یہ سارے فتوے چھپے ہوئے کھلے کھلے موجود ہیں۔ بنگلہ دیش کی جماعت کو میں نے نصیحت کی ہے کہ فوراً ان کو شائع کریں اور سارے اہل بنگال کو بتائیں کہ یہ مُلّاں کون ہے جو آج تم سے مخاطب ہو رہا ہے، کل یہ کیا کہا کرتا تھا۔ جب احمدیت ابھی وجود میں ہی نہیں آئی تھی تو اس وقت یہ مولوی ایک دوسرے کے خلاف کیا فتوے دیا کرتے تھے۔ ان کی باتوں پر چل کر تم کیوں اپنی سیاست کو تباہ کرتے ہو۔ یہ دراصل ایک سازش ہے جیسا کہ پاکستان کے خلاف کی گئی تھی۔ احمدیوں کا تو خدا محافظ ہے اور مظلوم ہونے کے لحاظ سے بھی وہ اللہ کی حفاظت میں ہیں لیکن سیاستوں کا تو خدا محافظ نہیں ہے۔ جب سیاستدان غلطیاں کرتے ہیں تو اس کے تلخ نتائج ان کی زندگی کا حصہ بن جاتے ہیں، یہ گھونٹ ان کو بھرنے ہی پڑتے ہیں۔ **پس آج پاکستان کی سیاست جو اکھڑی ہوئی ہے اور دن بدن بے بس اور نہتی ہوتی چلی جا رہی ہے اس کا ایک ہی علاج ہے توبہ کرو اور غلط فیصلوں کو کالعدم قرار دو۔**

جیسا کہ میں بیان کیا ہے **سیاست کو تو کیا مذہبی راہنما کو بھی خدا تعالیٰ نے یہ حق نہیں دیا کہ کسی کو غیر مسلم قرار دیدے۔** اگر کسی کو سب سے بڑا حق نصیب ہو سکتا تھا تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہو سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کی تاریخ میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں، میں تمام مولویوں کو چیلنج دے کر کہتا ہوں کہ ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ، تمہیں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں ملے گا کہ کسی نے کہا ہو کہ میں مسلمان ہوں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نہیں تم مسلمان نہیں ہو۔ اس درخشندہ تاریخ میں جبکہ اسلام بن رہا تھا اور منصّۂ شہود پر ابھر رہا تھا خدا کا جلال اور خدا کا جمال ایک زندہ محمدؐ کی شکل میں دنیا میں رونما تھا، اس وقت ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔ وہ شخص جو خدا سے علم پاتا تھا اور خدا کے علم سے کلام کرتا تھا، جس کی دلوں پر نظر تھی اس نے بھی کبھی ایک دفعہ ایسا نہیں کیا کہ مسلمان ہونے کے دعویدار کو غیر مسلم قرار دے دیا ہو۔ کیوں نہیں کیا؟ ایک تو طبعی فراست ایسی روشن تھی کہ عالم کے چاند ستاروں کو بھی روشنی میں شرماتی تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ سورج کی روشنی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فراست کے سامنے کوئی بھی حیثیت نہیں کیونکہ انسانی فراست کی روشنی مادی روشنیوں کے اوپر غالب ہوتی ہے اور جوں جوں یہ فراست ترقی کرتی ہے اس روشنی کو دوسری روشنیوں پر غلبہ عطا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ مبالغہ آمیزی کی باتیں نہیں ہیں، یہ حقیقت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فراست سے بڑھ کر روشن فراست نہ کبھی پہلے ہوئی نہ آئندہ ہوگی اور تمام روشن وجودوں میں سب سے زیادہ روشن وجود آپؐ تھے۔ اس لئے روشنی کے ساتھ اندھیروں کا کوئی جوڑ نہیں ہوا کرتا۔ ایک فیصلہ بھی آپ غلط نہیں کر سکتے تھے نہ کبھی کیا۔ دوسرے اللہ تعالیٰ نے خود اس بارہ میں واضح ہدایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا﴾۔ اعراب یعنی بدوی لوگ کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ ﴿قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا﴾۔ اے محمد! ان کو بتا دے یعنی خدا خبر دے رہا ہے کہ ایمان نہیں لائے۔ ﴿وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا﴾۔ پھر بھی ہم تمہیں حق دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہو۔ ایسی حالت میں بھی اپنے آپ کو مسلمان کہنے کا تمہیں حق ہے کہ ﴿لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ﴾۔ ایمان نے تمہارے دلوں میں جھانکا تک نہیں، داخل ہی نہیں ہوا۔ لیکن تم کہتے ہو کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ خدا کہتا ہے کہ یہ ایمان نہیں لائے۔ واضح بات ہے لیکن تمہیں مسلمان کہلانے کا حق پھر بھی رہتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی تمہیں اسلام کی طرف منسوب ہونے کے حق سے محروم نہیں کرتے۔ یہ وہ آیت کریمہ ہے جس نے ساری بات کھول دی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا منظر دکھائی دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی کسی کو اس دعوے کے خلاف مسلمان کہلانے کے حق سے محروم نہیں فرمایا۔ اس آیت کے ہوتے ہوئے ممکن ہی نہیں تھا کہ آپؐ کسی کو اس حق سے محروم فرماتے۔

آج کے مُلّاں اگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمیں حق حاصل ہے تو اپنی بدبختی اور بدنصیبی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر دعویٰ کرتے ہیں اور دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر روحانی طاقتیں رکھنے کا یا عالمانہ طاقتیں رکھنے کا دعویٰ کرے اور خدا کے ہاں مردود نہ ٹھہرے۔ پس ان مردودوں کے پیچھے چل کر تم اپنے نصیب کیوں اجاڑتے ہو اور بگاڑتے ہو۔ خدا حق نہیں دے رہا اور یہ حق لے رہے ہیں اور تمہیں بھی کہتے ہیں کہ اس چوری کے حق سے تم بھی استفادہ کرو۔ تم بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس لئے جو غلطیاں پہلے ہوئی ہیں اُن غلطیوں کا اعادہ نہ کرو اور توبہ کرو۔

جہاں تک مسلمان کہلانے کے حق کا تعلق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس بات کی بھی اجازت نہیں دی کہ کسی کو یہ کہو کہ تمہارے دل میں نہیں ہے کیونکہ دل میں نہیں کا دعویٰ خدا کر سکتا ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی ایمان کی نفی تب کی جب خدا نے خود بتایا کہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں۔ اس کے باوجود مسلمان ہونے کا حق اُن کو دیا اور اس حق کو سب نے استعمال کیا۔ جہاں تک ایک عام آدمی کے لئے یہ بات کہنے کا تعلق ہے کہ تمہارے دل میں نہ ایمان ہے نہ اسلام۔ اس صورتحال پر روشنی ڈالنے کے لئے یہ عظیم واقعہ میں آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ احمدیوں کے سامنے تو بار بار یہ واقعہ پیش کیا جا رہا ہے مگر میں امید رکھتا ہوں کہ بنگال تک بھی یہ آواز پہنچ رہی ہوگی۔ بنگال کے غیر احمدی مسلمانوں اور دیگر دانشوروں کے سامنے یہ صورت حال خوب کھول کر پیش کرنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کیا فیصلہ ہے اور اس کے مقابل پر مولوی تم سے کیا مطالبے کر رہا ہے۔ اپنی راہ چن لو۔ تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ رہنا ہے یا اس مُلّاں کے پیچھے چلنا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک جہاد کے دوران ایک نامی پہلوان سے ایک مسلمان مجاہد کا مقابلہ ہوا اور بڑی مشکل کے ساتھ اس نے بالآخر اس پہلوان کو زیر کیا اور زیر کر کے جب وہ قتل کرنے لگا تو اس نے اعلان کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، صرف

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

Punjab Sweets & Restaurant

ایک سو مہمانوں کے لئے خوبصورت پارٹی ہال
اور باربی کیو پارٹی کے لئے بھی جگہ موجود ہے۔
کھلے آسمان تلے بہترین کھانوں کا لطف اٹھائیں۔

ہر قسم کی مٹھائیاں اور کھانے کا بہترین مرکز

Munawar Ahmad (Babbi)

Punjab Sweets & Restaurant
172-174 Upper Tooting Road
Tooting, London
Tel: 020 8767 3535

خطبہ جمعہ

برمنگھم میں جماعت احمدیہ کی مسجد کا بابرکت افتتاح

اس مسجد کے افتتاح کے دن سے یہ بھی عہد کریں کہ آپس میں بھی پیار اور محبت سے رہیں گے اور اس مسجد سے ہمیشہ امن اور سلامتی کا پیغام دنیا کو پہنچاتے رہیں گے

نمازوں کے قیام کی اہمیت کے بارہ میں قرآن وحدیث اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے تاکیدی نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ یکم اکتوبر ۲۰۰۴ء بمطابق یکم اخاء ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد دار البرکات۔ برمنگھم (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾ (سورة الحج آیت :42)

الحمدللہ کہ آج جماعت احمدیہ برطانیہ کی یہ مسجد جسے برمنگھم کی جماعت نے بہت بڑا حصہ قربانی کا دے کر تعمیر کیا ہے، اس کی تکمیل ہونے پر افتتاح ہو رہا ہے۔ اس مسجد کی اور برمنگھم جماعت کی بیک گراؤنڈ (Back ground) کے بارے میں مختصر تاریخ، چند ایک پوائنٹ بتا دیتا ہوں۔

یہاں 1960ء میں جماعت قائم ہوئی تھی جو صرف پانچ افراد پر مشتمل تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے وقت میں 1980ء میں یہاں پہلا مشن ہاؤس خریدا گیا اور اس کا نام حضور رحمہ اللہ نے بیت البرکات تجویز فرمایا اور پھر اس کے بعد اللہ کے فضل سے جماعت بڑھنی شروع ہوئی تو 1993ء میں مسجد کے لئے نئی جگہ کی تلاش بھی شروع ہوئی اور 1994ء میں برمنگھم کونسل نے یہ جگہ مارکیٹ میں فروخت کے لئے رکھی تو جماعت نے رابطہ کیا اور اکتوبر میں بڑی برائے نام قیمت پر یہ جگہ مل گئی۔ (حضور انور نے مکرم امیر صاحب برطانیہ کو مخاطب کر کے استفسار فرمایا کہ یہ جگہ برائے نام قیمت پر ہی ملی تھی؟) اور یہ ایک خستہ حال سکول کی عمارت تھی۔ گورنمنٹ کے کاغذات میں ویسے لسٹڈ (Listed) بلڈنگ تھی، خود چاہے لسٹڈ بلڈنگ کا حال برا کر دیں لیکن جب کوئی لے لے تو کہتے ہیں کہ اس کو پوری طرح Maintain کیا جائے۔ بہرحال شرط انہوں نے یہی لگائی تھی کہ اس کو خوبصورت بنایا جائے گا۔ یہ جو میں نے برائے نام قیمت بتائی ہے یہ 200 پاؤنڈ تھی۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1996ء میں یہاں آ کر اس جگہ کا معائنہ کیا، یہ جگہ پسند آئی۔ یہ تقریباً پونے دو ایکڑ یعنی 1.75 ایکڑز (31 ہزار مربع فٹ) اس کا رقبہ ہے بہت سارا خرچ والنٹیئرز نے وقار عمل کر کے بچایا ہے، میرا اندازہ ہے کہ جتنا خرچ ہوا ہے اس سے تقریباً ڈیوڑھا اور ہوگا۔ یہ خرچ تقریباً 1.6 ملین (16 لاکھ) پاؤنڈ خرچ ہوا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ برمنگھم جماعت کو اس مسجد کے بنانے میں مالی قربانی کا بہت بڑا حصہ ادا کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور عمومی طور پر یو۔ کے کی جماعت نے بھی کافی مدد کی ہے اللہ ان سب کو جزا دے۔ اس کی نگرانی کرنے والے ڈاکٹر فاروق صاحب اور ناصر خان صاحب نائب امیر نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اسی طرح وہی ٹیم جو بیت الفتوح میں کام کرتی رہی، والنٹیئرز کی اور ورکرز کی بھی انہوں نے بھی یہاں آ کر کام کیا۔ اللہ سب کو جزا دے۔ یہ سب لوگ جنہوں نے مالی قربانیاں بھی کیں، وقت بھی دیا، انہوں نے جماعتی روایات کو قائم رکھا، زندہ رکھا، خدا کرے کہ یہ آئندہ بھی ان روایات کو زندہ رکھنے والے رہیں۔

لیکن یاد رکھیں کہ یہ سب جنہوں نے قربانیاں کیں، جس قربانی کے جذبے سے آپ نے یہ مسجد تعمیر کی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے جس جذبے کے تحت آپ نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا ہے وہ جذبہ ماند نہیں پڑ جانا چاہئے، ختم نہیں ہو جانا چاہئے۔ آپ کا اصل جذبہ اس عمارت کی تعمیر کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے آنے والوں کے لئے، اکٹھے ہو کر اس کی عبادت کرنے والوں کے لئے ایک جگہ بنانا تھا جو اللہ تعالیٰ کا گھر کہلائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں تھا کہ لوگ ایک ایسی جگہ میں اکٹھے ہوں اور وہاں اکٹھے ہو کر با جماعت نمازیں ادا کرنے والے ہوں، عبادت کرنے والے ہوں، ایک امام کی آواز کے ساتھ کھڑے ہوں اور بیٹھنے والے ہوں، رکوع کریں اور سجدہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا جو نعرہ لگاتے ہیں اپنے عملوں سے بھی اس کا اظہار کریں کہ اے اللہ! ہم ایک ہیں۔ مسجد بنا کر نماز پڑھتے وقت بھی ہم ایک ہیں۔ اور ہم ایک ہیں مسجدوں سے باہر آ کر بھی۔ اس لئے کہ تیرا حکم ہے کہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی بن کر رہیں۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اے اللہ! تیری وحدانیت کو قائم کرنے کے لئے آنے والے تیرے امام کو بھی پہچانا ہے۔ اور پھر تُو نے اے اللہ! اپنے وعدوں کے مطابق ہمیں اس امام الزمان کے بعد خلافت کے ذریعہ سے مضبوط کیا ہے، ہمیں ایک رکھا ہے اور ہمیں تمکنت عطا فرمائی ہے، ہمیں مضبوطی عطا فرمائی ہے۔ ہم یہ دعا کرتے ہیں اور تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہوئے، تجھ سے اس بات کے طالب ہیں کہ یہ انعام جو تو نے ہم پر کیا ہے اسے ہمیشہ قائم رکھ۔ اور اے اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ تیرے شکر گزار اور عبادت گزار بندے بنے رہیں۔ اور تیری وحدانیت کو قائم کرنے کے لئے اور تیری عبادت کرنے کے لئے جو مسجد ہم نے بنائی ہے اسے ہم ہمیشہ آباد رکھیں ہمیں ہمیشہ اسے آباد رکھنے کی توفیق دے۔

تو جب اس طرح دعائیں اور عمل ہو رہے ہوں گے تو پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح آپ کے خوف کو ہمیشہ امن میں بدلتا چلا جائے گا۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ ہمیں جو کچھ ملنا ہے اور ملا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے ملا ہے۔ اور اس کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے، اس کی عبادت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور نیکیوں کو دنیا میں پھیلانے کی ضرورت ہے۔

یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون بیان فرمایا ہے کہ جب تمہیں تمکنت مل گئی پھر تمہاری ترجیحات بدل نہیں جانی چاہئیں۔ (میں ترجمہ نہیں کر رہا مفہوم بیان کر رہا ہوں وضاحت سے) بلکہ تمہیں نمازوں کی طرف بھی زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہوگی تا کہ اللہ کے عبادت گزار بندے بنو اور اس کے فضلوں کو مزید حاصل کرو۔ اور تمہاری نسلیں بھی ان فضلوں کو حاصل کریں تا کہ تمہاری یہ مضبوطی، یہ تمکنت قائم رہے۔ ایک خدا کے آگے جھکنے والے، اس کی وحدانیت قائم کرنے والے بنے رہیں۔ سورۃ نور میں، آیت استخلاف جسے ہم کہتے ہیں، اس میں بھی یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے کہ خلافت عطا فرمائی تا کہ تم میں مضبوطی قائم رہے۔ آئندہ بھی یہ انعام ملتا رہے گا انشاء اللہ، لیکن ان کو ملتا رہے گا جو میری عبادت کریں گے۔ فرمایا ﴿يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا﴾ (النور :55) یعنی یہ انعام میری اس طرح عبادت کرنے والوں کے لئے ہے جو عبادت کا حق ہے کسی بھی لحاظ سے شرک کرنے والے نہ ہوں، چھپا ہوا شرک بھی ان میں نہ پایا جاتا ہو۔ ایسے عبادت کرنے والوں کو انعام ملتا رہے گا۔ جب نماز کا وقت ہو تو تمام کاروبار بند کر کے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکو۔ تمہارے کاروبار، تمہاری خواہشات تمہاری

ذمہ داریاں تمہیں اس شرک پرآمادہ نہ کریں۔ یہ بھی چھپا ہوا ایک شرک ہے۔تمہیں یہ خیال نہ آجائے کہ اس وقت تو کام کا وقت ہے۔اس وقت تو کاروبار کا وقت ہے۔اگر میں نے تھوڑی دیر کے لئے بھی چھٹی کی تو میرا نقصان ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ تو اپنے کاروباروں کو میرے مقابلے میں بت بنا کے بیٹھے ہوئے ہیں ان میں کس طرح مضبوطی آسکتی ہے۔

پھر کسی نے اولاد کو بت بنایا ہوا ہے۔ پھر اور اس طرح بے شمار چیزیں ہیں۔تو یہ سب بت توڑنے ہوں گے۔ ہلکے سے ہلکے شرک سے بھی بچنا ہوگا۔تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بھی ہوگی۔مسجد کو نمازیوں سے بھرنے کی کوشش کرو گے تو آج جو تم ایک مسجد پر خوش ہو رہے ہو، اللہ تعالیٰ ایسی ہزاروں مسجدیں تمہیں عطا فرمائے گا۔لیکن شرط یہی ہے کہ مسجدوں کو نمازیوں سے بھرو۔آیت استخلاف سے اگلی آیت میں بھی یہی حکم ہے کہ نماز قائم کرو، نماز باجماعت پڑھو۔غرض مومن وہی ہے، اللہ تعالیٰ کے انعام پانے والے وہی ہیں، خلافت سے وابستہ رہنے والے وہی ہیں، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم رکھنے والے وہی ہیں جو مسجدوں کو آباد رکھیں۔

پھر مَیں نے جو آیت تلاوت کی ہے اس میں یہ بھی حکم ہے کہ تمہاری یہ مضبوطی جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اس وقت تک قائم رہے گی اور بڑھتی چلی جائے گی جب تک کہ تم زکوٰۃ دینے والے بھی ہو گے، مالی قربانی کرنے والے بھی ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یہ خصوصیت من حیث الجماعت بہت ہے۔اس کے نظارے ہم روز دیکھتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اچھی باتوں کا حکم دینے والے ان کو پھیلانے والے اور بری باتوں سے روکنے والے ہو۔تو جن میں یہ سب خصوصیات ہوں گی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہوگی، اس کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں گے اور بندوں کے حق ادا کرنے کی بھی کوشش ہو رہی ہوگی اور نیکیوں کو قائم کرنے اور برائیوں کو روکنے کی کوشش بھی ہو رہی ہوگی تو جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پھر انعامات کی بارش بھی ہوتی رہے گی۔ پھر فرمایا کہ یاد رکھو کہ ہر بات کا انجام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومن کو قرآن کریم میں جو بے شمار مرتبہ نماز قائم کرنے کے لئے حکم دیا ہے، نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا ہے اس پر مستقل عمل کرتے چلے جانا اور دوسری نیکیاں بھی ساتھ ساتھ بجالانا۔تو پھر ان انعاموں کے وارث ٹھہرو گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کئے ہیں۔

پس ہر احمدی ہر وقت اپنے دل کو ٹٹولتا رہے کہ اس کے دل میں کوئی مخفی شرک تو نہیں پیدا ہو رہا؟، اس کی مالی قربانیاں بھی خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہی تھیں اور کسی نام و نمود کے لئے تو نہیں تھیں؟، اس کی عبادتیں بھی خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تھیں اور ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی خاطر ہیں اور اس کے خوف اور خشیت کی وجہ سے ہیں تو پھر یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ نمازوں میں مسجدوں میں حاضری کم ہو۔اگر ظہر عصر کی حاضری کم ہے اپنے اپنے کاموں میں دور ہونے کی وجہ سے مسجد میں اکٹھے نہیں ہو سکتے تو مغرب عشاء اور فجر کی حاضری تو انتہا تک پہنچنی چاہئے۔امیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارا خیال ہے اگلے دس پندرہ سال کے لئے یہ مسجد ہمارے لئے کافی ہے۔میں نے ان کو کہا ایک تو اگر سارے نمازی آنے شروع ہوں تو یہ مسجد کافی نہیں ہے۔دوسرے کیا خیال ہے آپ کا دس پندرہ سال تک آپ نے دعوت الی اللہ نہیں کرنی؟ اپنی تعداد کو نہیں بڑھانا؟

پھر یہ بھی ذکر کردوں جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ اس آیت میں آیا ہے کہ نیک باتوں کا حکم دیں گے۔ اس لئے اس مسجد کے افتتاح کے دن سے یہ بھی عہد کریں کہ آپس میں بھی پیار اور محبت سے رہیں گے، تمام رنجشیں دور کریں گے۔اور اس مسجد سے ہمیشہ امن اور سلامتی کا پیغام دنیا کو پہنچاتے رہیں گے۔اور پھر اس نیت سے مسجد میں آکر دعا بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ذاتی دعائیں بھی قبول فرمائے گا اور جماعتی مضبوطی بھی عطا فرمائے گا انشاء اللہ۔پھر صرف یہی نہیں کہ خود ہی مسجد میں آنا ہے بلکہ اپنی اولادوں کو بھی مسجد میں لانا ہے اور ان کا بھی مسجد سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ان کو بھی ایک خدا کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کروانی ہے۔ان کی بھی اس نہج پہ تربیت کرنی ہے کہ ان کو بھی احساس ہو کہ ان کا اوڑھنا بچھونا نمازوں میں ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں ہے۔اس معاشرے میں جہاں وہ رہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کی تربیت کرنی ہوگی، ان کو برے بھلے کی تمیز سکھانی ہوگی۔

اگر اپنے گھر سے ہی نیکیوں کو پھیلانے اور نمازوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر تو کامیابی ہوگی۔اگر نہیں کریں گے تو اس کا باہر بھی کوئی اثر نہیں ہوگا۔کوئی دعوت الی اللہ بھی کارگر نہیں ہوگی۔اگر ہر عہدیدار خواہ وہ جماعتی عہدیدار ہو یا ذیلی تنظیموں انصار، خدام یا لجنہ کے عہدیدار ہوں۔ان نیکیوں اور عبادتوں کو اپنے گھروں میں رائج نہیں کریں گے تو باہر بھی کوئی آپ کی بات نہیں سنے گا۔انقلاب لانے والے پہلے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں۔ وہی قوم ترقی کرتی ہے جن کے لیڈروں کے اپنے نمونے اعلیٰ ہوں، جن کے عہدیدار خود مثالیں قائم کرنے والے بنیں۔پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جماعت کے ہر فرد پر، ہر بچے پر، ہر بڑے پر، ہر عہدیدار پر کہ اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرتے ہوئے پاک نمونے دکھائیں۔عبادتوں کے معیار قائم رکھیں تا کہ سب سے بڑی نعمت جو خلافت کی نعمت ہے وہ آپ میں ہمیشہ قائم رہے۔

نمازوں کی اہمیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر تاکید فرمائی ہے اور ڈرا کر بھی اور جزا کے لالچ کے ساتھ بھی اس طرف توجہ دلائی ہے، اس کے بارے میں چند روایات سناتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔(ترمذی کتاب الایمان ۔باب ما جاء فی ترک الصلوٰۃ)

دیکھیں کس قدر سخت ارشاد ہے کہ مومن وہ ہے، ایمان لانے والا وہ ہے جو نمازوں میں باقاعدہ ہے ورنہ اس میں اور کافر میں کوئی فرق نہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو اپنے بندوں سے نرمی کے سلوک کرنے کے لئے کئی سہولتیں دی ہوئی ہیں اگر پھر بھی کوئی توجہ نہیں دیتا تو پھر یہ بدقسمتی ہے اور انتہائی بھیانک انجام ہے جو اس حدیث میں بتایا گیا۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سلسلے میں کبھی کبھار اگر کوئی غلطی ہوتی ہے تو درگزر فرمانے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اس کو مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا تھا۔پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہوگی تو فرمائے گا دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے۔پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہوگی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کردو۔پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی ﷺ کل صلوٰۃ لایُتِمُّھَا صاحبھا تُتَمُّ مِنْ تَطَوُّعِہٖ)

اللہ تعالیٰ کی نظر میں نماز پڑھنے والے کی کتنی قدر ہے۔ظاہر ہے جو باقاعدہ نمازی ہوں گے انہیں ہی نفلوں کی طرف توجہ ہوگی، وہی نفل پڑھنے والے بھی ہوں گے۔تو فرمایا کہ اگر ایسے لوگوں کی فرض نمازوں میں کوئی کمی رہ جائے تو یہ نفلوں سے پوری کردو۔کیونکہ جسے نفلوں کی عادت ہے وہ فرض یقیناً جان بوجھ کر نہیں چھوڑ سکتا۔کوئی عذر ہوگا تو وہ نماز میں نہیں آسکے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذرا غور کریں کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزرتی ہو وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ جائے گی؟ صحابہؓ نے عرض کی اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰت الخمس کفارۃ)

اب یہ حدیث عموماً بہت سارے لوگوں نے سنی ہوگی، ذہن میں ہوتی ہے۔اگر کہیں حوالہ دینا ہو تو پیش بھی کر دیتے ہیں لیکن اس پر عمل بہت کم ہو رہا ہوتا ہے۔اس لئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی جگالی کرتے رہنا چاہئے، ان کو دوہراتے رہنا چاہئے۔اب کون ہے دنیا میں جسے ذرا سا بھی خدا کا خوف ہو اور وہ یہ کہے کہ میں خطا کار نہیں ہوں یا میرے اندر کمزوریاں نہیں ہیں۔تو مومن کے لئے خوشخبری ہے کہ تمہاری یہ ساری خطائیں، کمزوریاں، غلطیاں معاف ہو سکتی ہیں، دور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ نمازیں باقاعدہ ادا کرنے والے ہو۔

Unique Frans Travel GmbH

یونیک فرانس ٹریول GmbH فرانکفورٹ، جرمنی

یونیک جماعت کے یونیک احباب کے لئے یونیق فرانس ٹریول GmbH آپ کی خدمت میں پیش پیش
دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار فضائی سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔اور اس ضمن میں ہم سے جلد اور فوری رابطہ کریں تا کہ پریشانی سے بچا جا سکے۔
نوٹ: ارزاں ٹکٹوں کے ساتھ ہمارے ہاں اکثر زبانوں میں ترجمہ (Uebersetzung) کی سہولت
بھی موجود ہے۔ہم آپ کی خدمت کے منتظر ہیں۔

Kaiser str . 64 Kaiserpassage 41 - 60329 Frankfurt / M
Tel: 069-24277977 + 069-24450992 = Fax : 069-230600

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں (یعنی آواز دے رہا ہے) مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں، بے کسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی ندا کی پروا نہیں کرتا، نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے۔ قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 54 جدید ایڈیشن)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باجماعت نماز پڑھنا کسی شخص کے اکیلے نماز پڑھنے سے 25 گنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ اور مزید فرمایا اور رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز فجر پر جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ 27 گنا زیادہ افضل ہے۔

(مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت کے پیش نظر باجماعت نماز پڑھنے کو بہرحال فوقیت دی ہے، افضل ٹھہرایا ہے۔ اور پھر آگے فجر کی نماز کی اہمیت بھی واضح فرمائی کہ اس پر جب تم نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنے آؤ گے تو استقبال کرنے والے تمہارے لئے دعائیں کرنے والے فرشتوں کی تعداد بھی وہاں دوسری نمازوں کی نسبت زیادہ ہوگی۔ جانے والے فرشتے بھی یہ کہہ رہے ہوں گے کہ اس کی نیکیاں شمار کرتا جاؤں کہ نماز میں آ رہا ہے اور آنے والے بھی یہ کہتے ہیں کہ نیکیاں شمار کر لو کہ نماز میں آیا ہے۔ تو فجر کی نماز کا تو کئی گنا زیادہ ثواب ہے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ان شرائط پر کی کہ میں نماز قائم کروں گا، زکوٰۃ ادا کروں گا، ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا اور یہ کہ مشرکوں سے تعلقات نہ رکھوں گا۔ (سنن نسائی کتاب البیعۃ ۔باب البیعۃ علی فراق المشرک)

اب یہ مشرکوں سے تعلقات نہ رکھنے کی شرط بھی اس لئے ہے کہ زیادہ دوستیاں ایسے لوگوں سے جن کو خدائے واحد پر یقین نہ ہو، کم علم والے میں، خدا سے دوری کا باعث بن سکتی ہیں۔ ایسی باتیں اس کی عبادت سے دور لے جاسکتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوانوں کو اپنے ماحول کا جائزہ لینا چاہئے، اپنے دوستوں کا جائزہ لینا چاہئے، کہیں کوئی خاموشی سے، غیر محسوس طریقے سے آپ کو اپنے زیر اثر تو نہیں کر رہا۔ خدا کی عبادت کا جو مقصد ہے اس سے دور تو نہیں کر رہا۔ اور آپ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا جو مقصد ہے اس سے دور تو نہیں کر رہا۔ وہ یہی مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قریب لایا جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم یقیناً مَیں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! مَیں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تم ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا نہ بھولنا، اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔ کہ اے اللہ تو مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیرا ذکر، تیرا شکر اور اچھے انداز میں تیری عبادت کر سکوں۔ (سنن ابی داؤد ۔کتاب الصلوٰۃ ۔باب ما جاء فی الاستغفار)

دیکھیں کیا پیارا انداز ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دلانے کا۔ اور پھر جب انسان خدا سے اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کی توفیق بھی بڑھا دیتا ہے۔

پھر زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ رات کو دیر تک عبادت کرتے یہاں تک کہ جب رات کا آخری وقت ہوتا تو اپنے اہل وعیال کو ’الصلوٰۃ الصلوٰۃ‘ یعنی نماز کا وقت ہو گیا کہتے ہوئے جگاتے اور قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرماتے ﴿وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا۔ لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا۔ نَحْنُ نَرْزُقُکَ۔ وَالْعَاقِبَۃُ لِلتَّقْوٰی﴾ (سورۃ طٰہٰ :133) یعنی تو اپنے اہل کو نماز کی تاکید کرتا رہ اور تو خود بھی اس پر قائم رہ اور ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے۔ کیونکہ ہم تجھے رزق دے رہے ہیں۔ اور انجام تقویٰ کا ہی بہتر ہے۔ (مؤطا امام مالکؒ ۔ باب ما جاء فی قیام رمضان)

اس طرح ہر احمدی کو اپنے بیوی بچوں کو نماز کی تلقین کرتے رہنا چاہئے، اس کے لئے اٹھاتے رہنا چاہئے، نمازوں پہ لاتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ انعامات اس وقت تک نازل فرماتا رہے گا جب تک کہ خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی عبادت کی طرف مائل رکھیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہو جاتے ہیں اور سب بلائیں دور ہوتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہو جاتا ہے اور آستانہ احدیت پر گر کر ایسا محو ہو جاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ402جدید ایڈیشن)

یاد رکھو کہ یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔ لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ ﴿فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ﴾ (الماعون:5-6) یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں۔ نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔ مگر جیسے کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ403 جدید ایڈیشن)

خدا کرے کہ کسی احمدی کی نماز بھی بے خبری کی نماز نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی نماز نہ ہو۔ بلکہ اس کے انعاموں کو حاصل کرنے والی نماز ہو۔ ہر احمدی کی نماز اس کی ذات پر اور اس کے خاندان پر بھی انعامات لانے والی ہو۔ اور جماعتی طور پر بھی یہ دعائیں اکٹھی ہو کر جماعت میں مضبوطی پیدا کرنے والی ہوں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے ` اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ وہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔ پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں، ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے‘‘۔

(لیکچر لدھیانہ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ281-282 جدید ایڈیشن)

اس ضمن میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مردوں اور بچوں کو تو عموماً عادت پڑ جاتی ہے لیکن عورتوں کی طرف سے یہ شکایت ہوتی ہے کہ ان کی صفیں نہ سیدھی ہوتی ہیں نہ ایک صف میں کھڑی ہوتی ہیں۔ جس کو جہاں جگہ ملے کھڑی ہو جاتی ہیں، بیچ میں بعض دفعہ کئی کئی صفیں خالی ہوتی ہیں۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ کی جو تنظیم ہے ان کے جو عہدیدار ہیں ان کی سیکرٹری تربیت ہیں، صدر ہیں وہ اپنی لجنات کو اس طرف توجہ دلائیں کہ جب مسجدوں میں آئیں تو پہلے پہلی صف مکمل کریں، پھر دوسری صف اور جو بچوں والی خواتین ہیں وہ آخر میں جا کے بچوں کو علیحدہ لے کے بیٹھیں۔ اوّل تو بچوں کے ساتھ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان پہ اتنا فرض ہی نہیں لیکن عیدوں اور جمعوں پہ جہاں علیحدہ انتظام ہوتا ہے، وہاں بیٹھنا چاہئے اور صفیں بہرحال تسلسل سے بنی چاہئیں اور قائم رہنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے استغفار ہے، درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ310-311 جدید ایڈیشن)

میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ بعض لوگ خط لکھتے ہیں کہ کوئی خاص دعا، کوئی خاص وظیفے بتائیں، ملاقات میں بھی بعض عورتیں اور مرد اس بات کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب پوچھو تو پتہ لگتا ہے کہ بعض خواتین

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

بھی مرد بھی نمازیں بھی پوری نہیں پڑھ رہے ہوتے اور وظیفے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ حالانکہ پہلے بنیادی حکموں پر تو عمل کریں اور جب اس پر عمل کریں گے تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمام باتیں، وظیفے، ذکر اسی میں آجائیں گے۔ نماز کو ہی اگر سنوار کر پڑھا جائے تو اسی میں تسلّی ہو جاتی ہے۔

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! نماز کے متعلق ہمیں کیا حکم ہے فرمایا: ’’نماز ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم اسلام لائی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہمیں نماز معاف فرما دی جاوے کیونکہ ہم کاروباری آدمی ہیں۔‘‘ (یہ کاروباری لوگوں کے لئے ہے ذرا نوٹ کرلیں) ’’مویشی وغیرہ کے سبب سے کپڑوں کا کوئی اعتماد نہیں ہوتا اور نہ ہمیں فرصت ہوتی ہے۔ تو آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ دیکھو جب نماز نہیں ہے تو ہے ہی کیا؟ وہ دین ہی نہیں جس میں نماز نہیں۔

نماز کیا ہے؟ یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلّت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا۔ اس سے اپنی حاجات کا مانگنا، یہی نماز ہے۔ ایک سائل کی طرح کبھی اس مسئول کی تعریف کرنا کہ تُو ایسا ہے۔ اس کی عظمت اور جلال کا اظہار کر کے اس کی رحمت کو جنبش دلانا، پھر اس سے مانگنا۔ پس جس دین میں یہ نہیں، وہ دین ہی کیا ہے۔ انسان ہر وقت محتاج ہے۔ اس سے اس کی رضا کی راہیں مانگتا رہے اور اس کے فضل کا اسی سے خواستگار رہو۔ کیونکہ اسی کی دی ہوئی توفیق سے کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت، اسی اس کا خوف اس کی یاد میں دل لگا رہنے کا نام نماز ہے اور یہی دین ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 188-189 جدید ایڈیشن)

پس وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں، جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ بعض مجبوریوں اور بعض کاموں کی وجہ سے نماز وقت پر نہیں پڑھ سکتے ان کو یہ ارشاد اور یہ حدیث اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ کپڑے گندے ہونے کا بہانہ نہ سہی کوئی اور بہانہ ہی سہی۔ لیکن بات یہی ہے کہ کسی بہانے سے نماز کو ٹالا جا سکے۔ پس یہ بنیادی ستون ہے اس کی طرف ہر احمدی کو بہت توجہ دینی چاہئے اور ٹالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایسی گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و ثنا حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش سے صادر ہوں۔ لیکن یہ تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق و شوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اس کی نماز میں پیدا ہو جائے‘‘۔ یعنی ہر ایک کے لئے آسان نہیں ہے کہ اس طرح کی جو کیفیت ہے وہ پیدا ہو جائے یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ فرمایا کہ: ’’گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے۔ پس آیت ﴿یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ﴾ کے یہ معانی ہیں کہ جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں۔ مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 138-139)

یہ ساری چیزیں فرمایا کہ اس طرح پیدا نہیں ہو سکتیں۔ اس کے لئے بہرحال کوشش کرنی ہو گی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگنا ہو گا۔ ورنہ تو اس کے بغیر یہ سب چیزیں بیکار ہیں۔ پھر جب یہ نمازیں پڑھنے والے ہو جائیں تو پھر نفلوں سے اپنی عبادتیں سجانے کا بھی حکم ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ فرائض کی طرف توجہ ہو، نماز قائم کرنے کی طرف توجہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

جب رات کا آخری پہر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ یعنی رات کے آخری پہر میں اللہ تعالیٰ نیچے آتا ہے اور کہتا ہے کوئی ہے جو دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مغفرت طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے رزق طلب کرے میں اسے رزق عطا کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے اپنی تکلیف دور کرنے کے لئے دعا کرے تو میں اس کی تکلیف دور کروں۔ اللہ تعالیٰ یونہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 521 مبطوعہ بیروت)

پس ہر احمدی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ابدی بنانے کے لئے، ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کے لئے، نمازوں کے قیام کے لئے، مسجدوں کو بھی آباد رکھیں اور نفلی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’جو خدا تعالیٰ کے حضور تضرّع اور زاری کرتا ہے اور اس کے حدود و احکام کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے جلال سے ہیبت زدہ ہو کر اپنی اصلاح کرتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور حصہ لے گا۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا۔ اِس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ پھر ایک اور بات بھی ضروری ہے جو ہماری جماعت کو اختیار کرنی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ زبان کو فضول گوئیوں سے پاک رکھا جاوے۔ زبان وجود کی ڈیوڑھی ہے اور زبان کو پاک کرنے سے گویا خدا تعالیٰ وجود کی ڈیوڑھی میں آ جاتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ ڈیوڑھی میں آ گیا پھر اندر آنا کیا تعجب ہے۔ پھر یاد رکھو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں دانستہ ہرگز غفلت نہ کی جاوے۔ جو ان امور کو مدنظر رکھ کر دعاؤں سے کام لے گا یا یوں کہو کہ جسے دعا کی توفیق دی جاوے گی ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 182 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا: ’’اے وے تمام لوگو! (اے وہ تمام لوگو) جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو (جو اپنے آپ کو میری جماعت میں شمار کرتے ہو) آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا‘‘۔

(کشتیٔ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں حقیقت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں، ہماری قربانیاں، ہمارا نیکیوں پر قائم رہنا، اپنی نسلوں میں انہیں رائج کرنا اور ان کو پھیلانے کی تمام کوششیں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو جائیں تا کہ ہم اس کے انعاموں کے وارث ٹھہریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق تمکنت حاصل کریں اور تمکنت حاصل کرنے والوں میں شمار کئے جانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے دین کو پھیلانا ہے۔ مومنین کے گروہ کو تمکنت اور مضبوطی عطا فرمانی ہے۔ ہر ایک کو یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ میں بھی ان میں شامل ہو کر اس سے حصہ پانے والا بنوں۔ کہیں دھتکارا نہ جاؤں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق اس وقت ہو گا جب اس کے خوف اور خشیت کی وجہ سے مسجدوں کو آباد کرو گے، مسجدوں میں آؤ گے، باجماعت نمازوں کی طرف توجہ دو گے، عباد الرحمٰن بنو گے۔

پس ہماری یہ مسجد بھی اور ہماری تمام مساجد بھی اگر اس جذبے سے نمازیوں سے بھری رہیں تو پھر کوئی طاقت بھی آپ کی مضبوطی میں کبھی رخنہ نہیں ڈال سکتی۔ کبھی کمزور نہیں کر سکتی۔ آپ کی تمکنت کو چھین نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ معیار قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: جمہوریت کی تاریخ کا بدترین فیصلہ
از صفحہ نمبر ۴

لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا اور محمد رسول اللہ بھی نہیں کہا۔ پس یہ جو کہتے ہیں کہ نبوّت کی شرط ہے اور نبوّت میں ختمیت شامل ہے۔ یہ سب اوٹ پٹانگ دلیلیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو واقعہ میں بیان کررہا ہوں اس واقعہ میں احادیث سے ثابت ہے کہ اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس پر اس مسلمان مجاہد نے پھر بھی اس کو قتل کردیا اور واپس آکر بڑے فخر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور یہ واقعہ پیش کیا کہ یا رسول اللہؐ! آج یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، جان بچانے کے لئے ایسا کررہا ہے، اس لئے میں نے اُسے قتل کردیا۔

ان کی اپنی روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ میں نے ساری زندگی میں کبھی آپؐ کو اتنا ناراض نہیں دیکھا۔ بار بار یہ کہتے تھے ھَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَہٗ ، ھَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَہٗ او بدنصیب تو نے دل پھاڑ کر کیوں نہیں دیکھ لیا کہ اس کے دل میں اسلام تھا کہ نہیں تھا۔ آپ نے اتنی بار یہ کہا کہ میں نے حسرت کی کہ کاش اب یہ کہنا بند کردیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس مجاہد نے کہا میں نے حسرت سے اس بات کی خواہش کی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوا ہوتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایسی شدید ناراضگی تو مجھے نہ دیکھنی پڑتی اور پھر ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس بات کو سُن کر یہ بھی فرمایا کہ تو قیامت کے دن کیا جواب دے گا جب اس شخص کا لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ گواہ بن کر تیرے سامنے گواہ بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ جسے تو نے قتل کیا ہے کیونکہ تو نے ایک ایسے بندے کو قتل کیا ہے جو لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ رہا تھا اور تو نے اُسے تسلیم نہیں کیا۔ احمدی تو لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا ورد کرتے ہیں اور یہ کلمہ ان کا ورد جان ہے۔ اس کلمہ کی خاطر احمدی جان و مال اور عزتوں کی قربانیاں پیش کررہے ہیں۔ سالہا سال سے پاکستان کی گلیوں نے یہ گواہیاں دی ہیں کہ اس کلمہ کی حفاظت اور عزت کی خاطر احمدی کسی اور چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے، جیلوں میں ٹھونسے گئے، مارے گئے، گلیوں میں گھسیٹے گئے، ان کی عزتیں لوٹی گئیں، ان کے اموال چھینے گئے، ان کے گھروں کو جلایا گیا لیکن کلمہ کی حفاظت سے یہ ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ان کے خلاف تم دعویٰ کرتے ہو کہ یہ غیر مسلم ہیں۔ تمہیں تو عقل نہیں ہے، تم تو عقل سے کلیۃً عاری ہو چکے ہو لیکن بنگلہ دیش کے سیاستدان پر مجھے توقع ہے کہ وہ بہتر دانشوری کے نمونے دکھائے گا۔ انہیں دوسرے عام پاکستانی سیاستدانوں کی نسبت بہت زیادہ عقل وفہم ہے۔ میرا تجربہ ہے، میں بنگال میں بہت پھر چکا ہوں۔ ان لوگوں میں عقل نسبتاً زیادہ ہے اور منطق کی بات کی جائے تو ضد نہیں کرتے اور سمجھ جاتے ہیں۔

اس لئے وقت ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ ان کو سمجھایا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ عقل اور ہوش کے ناخن لو۔ اس خوفناک سازش کا نہ خود شکار ہو، نہ قوم کو شکار ہونے دو، ورنہ تمہاری نہ دنیا رہے گی نہ تمہارا دین رہے گا۔ ایک لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں ہے تو گلی گلی سے جب احمدیوں کی روحیں قیامت کے دن تمہارے خلاف شہادت دیں گی اور لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھیں گی تو اس وقت تم کس منہ سے خدا کو جواب دو گے کہ ہم نے ان لوگوں پر ظلم کیا اور ان پر ستم کیا، ان کی جانیں لیں اور ان کی عزتیں لوٹیں او پھر ان کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

پس اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے اور ہوش دے اور تم اس بدنصیب کہانی کو دہرانے والے نہ بنو جو کچھ عرصہ قبل پاکستان میں دہرائی گئی تھی۔ مگر اس کی پاداش آج تک اسی طرح جاری و ساری ہے۔ وہ واقعہ تو تاریخ کا حصہ بن گیا ہے لیکن سزا ایک زندہ حقیقت کے طور پر قوم سے چمٹ بیٹھی ہے اور چھوڑنے کا نام نہیں لیتی۔

❁❁❁❁❁

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 ستمبر 2004ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد سرور صاحب** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ چھ ماہ کی علالت کے بعد مورخہ 24 ستمبر 2004ء کو وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مکرمہ اکبری اسماعیل صاحبہ (جو کہ لجنہ یوکے کی ایک فعال رکن ہیں) کے بھائی تھے۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب (مربی سلسلہ)۔ آپ مورخہ 23 ستمبر 2004ء کو ہیوسٹن امریکہ میں بعمر 76 سال وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم فضل کریم صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ 1950ء میں جامعہ پاس کرنے کے بعد عملی خدمات کا آغاز کیا۔ سری لنکا، مشرقی افریقہ کے مختلف ممالک، ماریشس اور مغربی افریقہ میں بطور مشنری انچارج خدمات کی توفیق پائی۔ اسی طرح آپ کو پاکستان میں استاد جامعہ احمدیہ، سیکرٹری مجلس نصرت جہاں، سیکرٹری حدیقۃ المبشرین اور ناظر تعلیم القرآن و وقف عارضی کی حیثیت سے بھی خدمات کی سعادت ملی۔ آپ نے پہلی زوجہ سے 3 بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں اور اہلیہ ثانیہ کے بطن سے اولاد نہیں ہوئی۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی میت ربوہ لے جائی گئی اور جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(2) مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب گجراتی (درویش قادیان)۔ آپ مورخہ 28 اگست 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے زمانہ درویشی ہر قسم کے نامساعد اور کٹھن حالات کے باوجود نہایت وفا اور اخلاص کے ساتھ گزارا اور آخر وقت تک قادیان کی مقدس سرزمین میں مقیم رہے۔

(3) مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب

آپ مورخہ 26 ستمبر 2004ء کو 73 برس کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم عبدالکریم ننگلی صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے اور مکرم محمد احمد راشد صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کے والد تھے۔ تقسیم پاک و ہند کے وقت آپ کو قادیان میں بطور درویش خدمت کی توفیق ملی۔ آپ اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں 6 بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ سرداراں بی بی صاحبہ۔ آپ مورخہ 19 اگست 2004ء کو 60 سال کی عمر میں جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نیک سیرت، پرہیزگار اور خوش مزاج طبیعت کی مالک تھیں۔

(5) مکرم چوہدری مشتاق احمد ظہیر صاحب۔ آپ مورخہ 21 مئی 2004ء کو 79 سال کی عمر میں اچانک ہارٹ فیل ہونے سے وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پاکستان بننے کے فوراً بعد فرقان فورس میں رہے۔ جرمنی جماعت میں نیشنل عاملہ کے ممبر تھے اور اپنے ریجن میں بھی تربیت کا کام کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت کے فعال کارکن اور مالی قربانیوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

(6) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ عبداللطیف صاحب آف مراد کلاتھ ہاؤس۔ فیصل آباد)۔ آپ مورخہ 13 جولائی 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے نیک اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔ آپ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

(7) مکرم محمد اسماعیل شاہد صاحب آف نفیس نگر (سندھ) مورخہ 15 فروری 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نیک طبع، ملنسار اور نہایت مخلص انسان تھے۔ آپ کو اللہ کے فضل سے دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁❁❁

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

Jalebe

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

مَسَائِلِ صِیَام

روزہ اسلامی عبادت کا دوسرا اہم رکن ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس میں نفس کی تہذیب اس کی اصلاح اور قوت برداشت کی تربیت مدنظر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں''۔

(فتاوی احمدیہ صفحہ ۱۸۳)

صوم (روزہ) کے لغوی معنی رکنے اور کوئی کام نہ کرنے کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں طلوع فجر (صبح صادق) سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور جماع کرنے سے رکے رہنے کا نام صوم یا روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (بقرہ:۱۸۸)

رات کے وقت کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ یعنی فجر طلوع ہو جائے تو اس کے بعد رات آنے تک سارا دن روزہ کی تکمیل میں لگے رہو۔ خدا کی خاطر اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رکنے کا حکم ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ''۔ یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت''۔ (بخاری کتاب الصوم)

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا:

''لَيْسَ الصِّيَامُ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاِنَّمَا الصِّيَامُ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ فَاِنْ سَابَّكَ اَحَدٌ اَوْ جَهِلَ عَلَيْكَ فَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ فَكَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهٗ مِنْ صِيَامِهٖ اِلَّا الْجُوْعُ وَالْعَطَشُ''۔ (دارمی بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بیہودہ باتیں کرنے اور فحش بکنے سے رکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔ پس اے روزہ دار اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تُو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔ جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔

قدیم مذاہب میں روزہ

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا وجود قدیم سے قدیم مذاہب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (بقرہ:۱۸۴)

اے مسلمانو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اس کی غرض تقویٰ کا حصول اور تہذیب نفس ہے۔

اسلامی روزوں اور قدیم مذاہب کے روزوں کی شکل میں گو اختلاف ہے مگر بنیادی عناصر سب میں مشترک ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السَّحَرِ''۔

(مسند دارمی باب فضل السحور)

یعنی ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔ مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔ اسی طرح ہندو اپنے روزہ کے دوران میں کئی چیزیں کھا بھی لیتے ہیں پھر بھی ان کا روزہ قائم رہتا ہے۔ گویا ان کے ہاں صرف بعض چیزوں سے پرہیز کا نام روزہ ہے۔ عیسائیوں کے روزے بھی اسی قسم کے ہیں کہ کسی روزہ میں گوشت نہیں کھانا، کسی میں خمیری روٹی نہیں کھانی۔ بعض مذاہب میں پورے دن رات کا روزہ بغیر سحری کھائے ہوتا ہے۔ وہ صرف شام کے وقت افطار کرتے ہیں۔ کسی مذہب میں چار چار دن متواتر روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ بعض مذاہب میں ایسے روزے بھی پائے جاتے ہیں جن میں صرف ٹھوس غذا کھانے سے منع کیا گیا ہے اور ہلکی غذا دودھ پھل وغیرہ کے استعمال کی اجازت ہے۔

روزہ کی غرض:

روزہ اصلاح نفس کا ذریعہ ہے کیونکہ جہاں انسان خدا کی خاطر لذات کو ترک کر دیتا ہے وہاں اسے اپنے نفس کو زیادہ نیکی پر قائم کرنے اور ہر قسم کی حرام اور نجس چیزوں سے پرہیز کی کوشش کرنے کا سبق بھی اسے ملتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''روزوں کی غرض کسی کو بھوکا پیاسا مارنا نہیں ہے۔ اگر بھوکا مرنے سے جنت مل سکتی تو میں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق لوگ بھی اس کے لینے کے لئے تیار ہو جاتے کیونکہ بھوکا پیاسا مرجانا کوئی مشکل بات نہیں۔ درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔ لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔ قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھوک ہڑتال (مرن برت) شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ بس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔

رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ اپنے ہر حق کو خدا کے لئے چھوڑنے کے لئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔ اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے وہ یہ بتاتا ہے کہ میں خدا کے لئے اپنا حق چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ سی بات ہے اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔ مومن سے جس بات کی امید کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔ لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گزر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں''۔

(روزنامہ الفضل ۳۰/مارچ ۱۹۲۶ء صفحہ ۷،۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جو انسان روزہ میں اپنی چیزیں خدا کے لئے چھوڑتا ہے۔ جن کا استعمال کرنا اس کے لئے کوئی قانونی اور اخلاقی جرم نہیں تو اس سے اسے عادت ہوتی ہے کہ غیروں کی چیزوں کو ناجائز طریق سے استعمال نہ کرے اور ان کی طرف نہ دیکھے۔ اور جب وہ خدا کے لئے جائز چیزوں کو چھوڑتا ہے تو اس کی نظر ناجائز چیزوں پر پڑ ہی نہیں سکتی''۔

(روزنامہ الفضل ۱۷/دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۸)

غرض جہاں روزہ سے تزکیہ نفس اور تجلی قلب ہوتی ہے وہیں روزہ جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا موجب بھی بن جاتا ہے۔ اس سے کشفی طاقت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔ جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے ایسا ہی روحانی روٹی (یعنی روزہ کی حالت) روح کو قائم رکھتی ہے۔ اور اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا: ﴿اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (بقرہ:۱۸۵) یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

قرآن کریم میں روزہ کو متقی بننے کے لئے ایک مجرب نسخہ بتایا گیا ہے۔ یعنی اگر تم اس نسخہ پر عمل کرو گے تو متقی بن جاؤ گے۔ فرمایا: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (بقرہ:۱۸۴)۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

''جس قدر بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کا منبع چار چیزیں ہیں باقی آگے اس کی فروع ہیں۔ وہ چار منابع یہ ہیں۔ اول کھانا، دوم پینا، سوم شہوت اور چہارم حرکت سے بچنے کی خواہش۔

سب عیوب ان چار باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان چاروں منبعوں کو بدی سے روکنے کے لئے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً ایک شخص خیانت اس لئے کرتا ہے کہ محنت سے بچنا چاہتا ہے یعنی محنت کر کے کھانا نہیں چاہتا اور دوسرے کا مال کھاتا ہے لیکن روزہ دار کو رات کے زیادہ حصہ میں اٹھ کر عبادت کرنی پڑتی ہے۔ سحری کے لئے اٹھتا ہے۔ سارا دن منہ بند رکھتا ہے۔ سوتا کم ہے۔ ایک ماہ تک روزے دار کو یہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے جس سے اس کا جسم عادی ہو جاتا ہے اور اس سے غفلت کی عادت کو دھکا لگتا ہے۔ پھر کھانے پینے اور شہوت سے بدیاں پیدا ہوتی ہیں ان کے لئے بھی روزہ رکھا گیا ہے۔ انسان کھانا پینا ترک کرتا ہے ضروریات زندگی کو چھوڑتا ہے۔ پس جن ضرورتوں کے باعث انسان گناہ میں پڑتا ہے انہیں عارضی طور پر روک دیا جاتا ہے''۔

(الفضل ۱۷/دسمبر ۱۹۲۶ء)

روزہ کا جسمانی فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ انسانی جسم تکالیف اور شدائد برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے اس میں قوت برداشت اور صبر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں صحت کے برقرار رکھنے میں فاقہ کی طبی اہمیت مسلّم ہے۔ اگر اعتدال پیش نظر رہے تو اس سے صحت میں نمایاں فرق پڑتا ہے۔ گویا روزہ جسم کی صحت کا ضامن ہے اور روحانی لحاظ سے تقویٰ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس سے خوش خلقی، عفت، دیانت، نیک چلنی اور تزکیہ نفس کی توفیق ملتی ہے۔ صبر و جرأت کی قوتوں کی نشوونما ہوتی ہے۔ غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے اور اس طرح اقتصادی اور طبقاتی مساوات کے رجحانات کو فروغ ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صحت بھی برقرار رہتی ہے۔

روزہ رکھنے والے کا درجہ

حدیث قدسی ہے:

''كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ''۔ (بخاری کتاب الصوم)

یعنی انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اس لئے میں خود اس کی جزا بنوں گا۔ (کیونکہ وہ اپنی تمام خواہشات اور کھانے پینے کو میری خاطر چھوڑ دیتا ہے)۔

نیز فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَاللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ"۔

(بخاری کتاب الصوم)

" قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے"۔

اسی طرح فرمایا:

"مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ"۔(بخاری کتاب الصوم)

جو شخص ایمان کے تقاضے کے مطابق اور ثواب کی نیت سے رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

روزوں کی اقسام

متعدد قسم کے روزوں کا ذکر قرآن و حدیث میں پایا جاتا ہے مثلاً فرض روزے، نفلی روزے۔ فرض روزوں کی مثال جیسے رمضان کے روزے، رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء، کفارۂ ظہار کے روزے، کفارۂ قتل کے روزے، عمداً رمضان کا روزہ توڑ دینے کی سزا کے ساٹھ روزے، کفارۂ قسم کے روزے، نذر کے روزے، حج تمتع یا حج قران کے روزے، بحالت احرام شکار کرنے کی وجہ سے روزہ، بحالت احرام سر منڈوانے کی وجہ سے روزہ۔

دوسری قسم نفلی روزوں کی ہے جیسے شوال کے چھ روزے، عاشورہ کا روزہ، صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار، یوم عرفہ کا روزہ، ہر اسلامی مہینے کی ۱۳،۱۴،۱۵ تاریخ کا روزہ۔

بعض دنوں میں روزہ رکھنا منع اور مکروہ ہے مثلاً صرف ہفتہ یا جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا، پارسیوں کی طرح نیروز و مہرگان کے دن روزہ رکھنا، صوم دہر یعنی بلا ناغہ مسلسل روزے رکھتے چلے جانا، عید کے دن اور ایام تشریق یعنی ۱۱،۱۲،۱۳ ذوالحجہ کو روزہ رکھنا سخت منع ہے۔

رمضان کے روزے

ماہ رمضان اور اس کی فضیلت:

ماہ رمضان کو خدا تعالیٰ نے ایک اہم اور بابرکت مہینہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول کا آغاز اسی مہینہ سے ہوا۔ فرمایا: ﴿شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ﴾۔(البقرہ:۱۸۶)۔ رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

"اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ"۔ (بخاری کتاب الصوم)

اس بابرکت مہینہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ شیاطین قید کر دئے جاتے ہیں۔

یعنی یہ مبارک مہینہ فضل الٰہی اور رحمت خداوندی کو جذب کرنے کا ایک بابرکت مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں خصوصاً اس کے آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ بکثرت دعائیں مانگا کرتے اور بہت زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔

روزہ کس پر فرض ہے:

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو یہ رعایت ہے کہ وہ دوسرے ایام میں ان روزوں کو پورا کرلیں، جو اس ماہ میں ان سے رہ گئے ہیں۔ مستقل بیمار جنہیں صحت یاب ہونے کی کبھی امید نہ ہو یا ایسے کمزور و ناتوان ضعیف جنہیں بعد میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح ایسی مرضعہ اور حاملہ جو تسلسل کے ساتھ ان عوارض سے دو چار رہتی ہے ایسے معذور حسب توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾۔(البقرہ:۱۸۵)

تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو اسے اور دنوں میں تعداد پوری کرنی ہوگی اور ان لوگوں پر جو اس یعنی روزہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں بطور فدیہ ایک مسکین کا کھانا دینا بشرط استطاعت واجب ہے۔

روزہ کب رکھنا چاہئے:

رمضان کے روزوں کے لئے حکم ہے کہ "لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ"۔ جب تک ماہ رمضان کا چاند نظر نہ آجائے روزہ نہ رکھو۔ یہ رویت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔ رویت علمی کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ شعبان کے پورے تیس دن گزر چکے ہوں یا باتفاق علماء امت ایسا حسابی کیلنڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔

ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ چاند نکلنے کی خبر شرعاً معتبر ہے۔ اس کے مطابق حسب فیصلہ ارباب علم و اقتدار عمل کیا جائے گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہے اور جہاں خبر پہنچی ہے دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو۔ ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی۔

اگر فضا صاف نہ ہو، ابر گہری دھند ہو تو رمضان کے چاند کی رویت کے ثبوت کے لئے ایک معتبر عادل آدمی کی گواہی قبول کی جاسکتی ہے لیکن افطار اور عیدالفطر منانے کے فیصلہ کے لئے کم از کم دو عادل آدمیوں کی گواہی ضروری ہے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب الصوم بالشہادۃ)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے:

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: "مَنْ لَّمْ یَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِیَامَ لَہٗ"۔ (ترمذی کتاب الصوم باب لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)۔ جو صبح سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نیت کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرنے کے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عذر ہو مثلاً رمضان کا چاند نکلنے کی خبر طلوع فجر کے بعد ملی ہو اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو تو اس وقت روزہ کی نیت کر سکتے ہیں اور ایسے شخص کا اس دن کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت:

{ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ﴾(بقرہ:۱۸۸)۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

حدیث میں ہے: "اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ وَاَدْبَرَ النَّھَارُ وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔

(ترمذی باب اذا قبل اللیل ......الخ)

جب دن چلا جائے رات آجائے، سورج ڈھل جائے تو روزہ افطار کرلو۔

آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا یا بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت اس میں ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے کھا پی لے اس کے بعد روزہ کی نیت کرے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کا یہی طریق تھا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً"۔

(بخاری باب برکۃ السحور)

سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ موجودہ زمانہ میں طلوع فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ کسی دن سورج نکلنے کا وقت نوٹ کر لیا جائے اور اس سے قریباً ایک گھنٹہ بائیس منٹ پہلے تک سحری کھالی جائے۔

حدیث میں ہے:

"تَسَحَّرْنَا ثُمَّ قُمْنَا اِلَی الصَّلٰوۃِ"۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تاخیر السحور)

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

سحری کھانے اور نماز فجر میں تقریباً پچاس آیتیں تلاوت کرنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے:

"کُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَھْلِیْ ثُمَّ تَکُوْنُ سُرْعَۃٌ بِیْ اَنْ اُدْرِکَ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ"۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب وقت الفجر)

کہ سحری کھانے کے بعد نماز فجر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانے کے لئے ہمیں جلدی ہوتی تھی۔

وقت افطار:

غروب آفتاب کے ایک دو منٹ بعد روزہ افطار کرلینا چاہئے۔ غیر معمولی تاخیر درست نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَّا عَجَّلُوْا الْفِطْرَ"۔(بخاری باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک لوگ جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

ایک اور حدیث ہے:

"عَنْ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ۔ فَلَمَّا غَابَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ اَمْسَیْتَ۔ قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ قَالَ اِنَّ عَلَیْنَا نَھَارًا قَالَ اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا۔ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَہٗ فَشَرِبَ ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَیْتُمُ اللَّیْلَ قَدْ اَقْبَلَ مِنْ ھٰھُنَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ"۔(مسلم کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم)

حضرت ابی اوفیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضور نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کرلیا کرو۔ (مغرب کی طرف نہ دیکھتے رہو کہ اس طرف روشنی غائب ہوئی ہے یا نہیں)۔

روزہ کس چیز سے افطار کرنا چاہئے:

روزہ کھجور، دودھ، سادہ پانی سے کھولنا مسنون ہے۔

"اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمَرٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّہٗ طُھُوْرٌ"۔

(ترمذی باب ما یستحب علیہ الافطار)

جب روزہ افطار کرنا ہو تو کھجور سے افطار کرو کیونکہ اس میں برکت ہے اگر یہ میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرو کیونکہ یہ بہت پاک چیز ہے۔

افطار کے وقت یہ دعا پڑھے:

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ''۔

(ابوداؤد باب القول عندالافطار)

اے اللہ! مَیں نے تیری خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے ہی رزق سے مَیں نے افطار کیا ہے۔

بعد افطار یہ کہے:

''ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰہ''۔

(ابوداؤد کتاب الصوم باب القول عندالافطار)

پیاس دُور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر خدا تعالیٰ چاہے۔

کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے۔

''مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا کَانَ لَہٗ مِثْلَ اَجْرِہٖ غَیْرَ اَنَّہٗ لَایَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الصَّائِمِ شَیْئٌ''۔

(ترمذی کتاب الصوم باب فضل من فطّر صائما)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔

نواقض روزہ:

عمداً کھانے پینے اور جماع یعنی جنسی تعلق قائم کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انیما کروانے، ٹیکہ لگوانے اور جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث ہے: ''مَنْ ذَرَعَہُ الْقَیْئُ وَ ھُوَ صَائِمٌ فَلَیْسَ عَلَیْہِ قَضَاءٌ وَ مَنِ اسْتَقَاءَ عَمَدًا فَلْیَقْضِ''۔ (ترمذی باب من استقاء عمداً)

اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس پر روزہ کی قضا نہیں۔ لیکن جو روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضاء کرے۔

رمضان کا روزہ عمداً توڑنے والے کے لئے اس روزہ کی قضاء کے علاوہ کفارہ (یعنی بطور سزا) ساٹھ روزے متواتر رکھنا بھی واجب ہے۔ اگر روزہ رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی حیثیت کے مطابق ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلانا اکٹھے بٹھا کر یا متفرق طور پر یا ایک غریب کو ہی ساٹھ دن کے کھانے کا راشن دے دینا یا اس کی قیمت ادا کرنا کافی ہے۔ اگر کھانا کھلانے کی بھی استطاعت نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کے فضل پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ (بخاری باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیٔ......الخ)

اگر کوئی غلطی سے رمضان کا روزہ کھول لے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اس روزہ کی قضا ضروری ہے۔ اگر روزہ دار ہونے کی صورت میں عورت کے خاص ایام شروع ہو جائیں یا بچہ پیدا ہو تو روزہ ختم ہو جائے گا البتہ بعد میں ان ایام کے روزوں کی قضا واجب ہے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

اگر کوئی بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس کا روزہ علی حالہ باقی رہے گا اور کسی قسم کا نقص اس کے روزہ میں واقع نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''اِذَ نَسِیَ اَحَدُکُمْ فَأَکَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَہُ اللّٰہُ وَسَقَاہُ''۔ (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل و اشرب ناسیا)

اگر کوئی شخص بھول کر روزہ میں کھا پی لے تو اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا رہا ہے۔

اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں دھواں، گرد و غبار، مکھی، مچھر، کُلی کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے یا ڈلوانے، بلغم نکلنے، بلا اختیار قے آنے، آنکھ میں دوا ڈلوانے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، سر یا داڑھی میں تیل لگانے، بچے یا بیوی کا بوسہ لینے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہو جانے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کرسکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ دن کے وقت عورت سرمہ لگا سکتی ہے، مرد کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''لَا تَکْتَحِلْ بِالنَّھَارِ وَاَنْتَ صَائِمٌ وَاکْتَحِلْ لَیْلًا''۔

(مسند دارمی باب الکحل للصائم)

بحالت روزہ دن میں سرمہ نہ لگا البتہ رات کو لگا سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' دن کو سرمہ لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے رات کو لگائے''۔ (اخبار بدر ۷/فروری ۱۹۰۷ء)

روزہ نہ رکھنے والے:

رمضان کا روزہ بلا عذر یا معمولی باتوں کو عذر بنا کر ترک کرنا درست نہیں۔ ایسے لوگ جو جان بوجھ کر روزہ نہیں رکھتے ان کے متعلق آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

''مَنْ اَفْطَرَ یَومًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَلَامَرَضٍ فَلَا یَقْضِیْہِ صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَلَوْ صَامَ الدَّھْرَ''۔ (مسند دارمی باب من افطر یوما من رمضان متعمدا)

یعنی جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہو سکے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

'' میرے نزدیک ایسے لوگ بھی ہیں جو روزہ کو بالکل معمولی حکم تصور کرتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی وجہ کی بنا پر روزہ ترک کر دیتے ہیں بلکہ اس خیال سے بھی کہ ہم بیمار ہو جائیں گے روزہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں کہ آدمی خیال کرے مَیں بیمار ہو جاؤں گا۔ .... روزہ ایسی حالت میں ہی ترک کیا جا سکتا ہے کہ آدمی بیمار ہو اور بیماری بھی اس قسم کی ہو کہ اس میں روزہ رکھنا مضر ہو............ وہ بیماری کہ جس پر روزہ کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس کی وجہ سے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہوگا''۔

(الفضل ۱۱/اپریل ۱۹۲۵ء)

(ماخوذ از فقہ احمدیہ)

❁❁❁ ❁❁❁

نغمہ ٔ استقبال

جان عالم ، سیّدی ، اَھلاً وّ سَھْلاً ، مَرْحَبا
یا حَبِیْبی، مُرشدی ، اَھلاً وّ سَھْلاً ، مَرْحَبا

روشنی نے پھر لہک کر زندگی کو دی صدا
جیسے ہو برق تجلّی طُور پر نغمہ سرا
آپ کیا آئے کہ لگتا ہے جہاں بدلا ہوا
یاحَبِیْبی، مُرشدی ، اَھلاً وّ سَھْلاً ، مَرْحَبا

آپ کے آنے سے زندہ ہو گئی مُردہ زمیں
ابر آنکھوں سے اُٹھا تازہ ہوا حسن یقیں
آپ سا دلبر مسیحا کوئی دنیا میں نہیں
یا حَبِیْبی، مُرشدی ،اَھلاً وّسَھْلاً ، مَرْحَبا

عمر بھر عہد وفا کو ایسے دوہرائیں گے ہم
جاں سے بھی جانا پڑا تو جان سے جائیں گے ہم
ہر طرح حکم خلافت کو بجا لائیں گے ہم
یا حَبِیْبی ، مُرشدی ، اَھلاً وّسَھْلاً ، مَرْحَبا

(جمیل الرحمٰن ۔ہالینڈ)

تحریک جدید کا مالی سال 2003-4ء

تحریک جدید کا مالی سال 30/اکتوبر 2004ء کو اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ ایسے احباب جنہوں نے ابھی تک کسی وجہ سے اپنے وعدہ کے موافق پوری ادائیگی نہیں کی وہ سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ادائیگی فرمادیں اور جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شمولیت سے محروم ہیں وہ اس میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اس سلسلہ میں سیکرٹریان تحریک جدید خصوصی مساعی بروئے کار لائیں۔

تمام امراء کرام، مبلغین کرام اور صدر صاحبان جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وصولی کی رپورٹ ۲۵/اکتوبر 2004ء تک وکالت مال لندن کو پہنچانے کا انتظام فرماویں۔ جزاء کم اللہ احسن الجزاء۔

(ایڈیشنل وکیل المال ۔لندن)

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters & Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases
Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.
2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF
Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.
Freephone: 0800 716929
Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk
LEGAL AID FRANCHISE

بقیہ:رپورٹ دورہ حضور انور ایدہ اللہ
از صفحہ نمبر ۱۲

ان کی صحیح تربیت نہیں کر رہیں، لاڈ پیار سے ان کو بگاڑ رہی ہیں یا صحیح توجہ نہیں دے رہیں تو یہ بھی گھر کی حفاظت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض عورتیں لڑکوں کو تو پیار سے بگاڑ دیتی ہیں اور لڑکیوں کو نظر انداز کرتی ہیں۔ اور وہ Complex کا شکار ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی گھر کی ہی حفاظت میں آتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جس خاوند کا بیوی سے سلوک ٹھیک نہیں تو اس کا ذمہ اس کے سر ہے وہ بھی پوچھے جائیں گے لیکن اگر تم ضد میں آکر گھر کے ماحول کو گندہ کر رہی ہو تو اس کی ذمہ داری تم پر ہے۔ تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اس وقت تک ایمان میں ترقی کرو گی جب ان خصوصیات کی حامل ہو گی، ان خصوصیات کو کیسے حاصل کیا جائے؟ توبہ کے ذریعہ، عبادت کی طرف توجہ کر کے اور روزے رکھ کر۔ دلوں کی تسکین کے لئے اللہ کا ذکر ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی توبہ کرے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''توبہ اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے۔ جب قدموں پر کھڑا ہوں گے تو عبادت کر سکیں گے۔ استغفار کو توبہ پر تقدم حاصل ہے۔ جب استغفار کرو گے تو توبہ کی توفیق ملے گی، طاقت ملے گی۔ استغفار سے اللہ توبہ قبول کرے گا پھر آپ اُس مقام پر کھڑی ہو گی جو مومن کا مقام ہے۔ پھر آپ اپنی نسلوں کی حفاظت کرنے والی ہوں گی اور عبادت کرنے والی ہوں گی۔ بہترین عبادت نماز ہے، نوافل ہیں۔ جب آپ نمازیں وقت پر اور نوافل توجہ سے ادا کریں گی تو اللہ تعالیٰ ان نمازوں اور نوافل کی وجہ سے ان گھروں کو برکت سے بھر دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے گا، آپ کی ذات کی حفاظت کرے گا۔ ہر شیطانی حملے سے محفوظ رکھے گا۔ پھر آپ کے نمونہ سے آپ کی اولادیں بھی عبادت کی طرف توجہ کرنے والی ہوں گی۔ اولادوں میں بھی نمازی، عبادتگزار پیدا ہو رہے ہوں گے اور خاوندوں کے گھروں کی آپ تب ہی حفاظت کر رہی ہوں گی۔

حضور نے فرمایا: روزہ بھی عبادت کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جب آپ یہ اعلیٰ معیار حاصل کریں گے تو کوئی انگلی یہ کہہ کر آپ کی طرف نہیں اٹھے گی کہ آپ مومن نہیں۔ کوئی انگلی یہ کہہ کر آپ کی طرف نہیں اٹھے گی کہ آپ فرمانبردار نہیں یا خاوندوں کے گھر کی حفاظت کرنے والی نہیں۔ اس لئے خاوند کا فرمانبردار رہنا ہے کیونکہ خدا کا حکم ہے۔ پس ہر احمدی عورت کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ وہ اس صفات کی حامل ہو۔

اولاد کی تربیت اس ماحول میں بہت ضروری ہے۔ بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو اپنا دوست بنائیں اور ان سے عزت سے پیش آئیں اور مائیں اس میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ ایک عمر کے بعد Tean Age میں بچوں میں خاص طور پر لڑکوں میں اپنی عزت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے، اُن کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔

آنحضرت ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرما دیا تھا کہ: ''اپنے بچوں سے عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو''۔

جب ان سے والدین عزت سے پیش آئیں گے تو ان کا اور زیادہ قریب تعلق آپ سے پیدا ہوگا، اس لئے انہیں دوست بنائیں اور پھر دوستانہ رنگ میں تربیت کی طرف توجہ دلائیں۔ نرمی سے سمجھا کر لغو فلمیں اور ڈرامے دیکھنے سے روکیں گے تو رک جائیں گے۔ سختی کریں گے تو بگڑ جائیں گے۔ یہاں ایسے پروگرام ٹی وی پر آتے ہیں، دیکھنے والے بتاتے ہیں، جو بچوں کو ہی نہیں بلکہ ایک احمدی کو بھی نہیں دیکھنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ ابرار کو اللہ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ حضور نے فرمایا کہ ایک احمدی ماں باپ کو ابرار بننا چاہئے کہ وہ اپنے بچوں سے نیک سلوک کریں، اپنے والدین سے نیک سلوک کریں۔ خاوند بیویوں کے والدین سے اور بیویاں خاوندوں کے والدین سے نیک سلوک کریں، بچوں کے حقوق ادا کریں، بچے آپ کے حقوق تبھی ادا کریں گے۔ جب آپ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں گے یہ بھی ایک خاموش تربیت ہوگی جو والدین بچوں کی کرتے ہیں۔ بعض دفعہ بچے اپنے والدین کے سلوک کی وجہ سے گھروں سے نکل جاتے ہیں اور جماعت سے کٹ جاتے ہیں، بگڑ جاتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے زیر اثر ہوتا ہے۔ اس لئے خیال رکھنا چاہئے کہ آدمی دوست کسے بنا رہا ہے۔ اس لئے ایسی سہیلیاں بنائیں جن کے گھروں میں لڑائی نہ ہوتی ہو۔

مرد بھی بعض اوقات اپنے گھروں پر توجہ نہیں دیتے۔ جائزہ لیں، دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ باوجود عقل رکھنے کے انہوں نے ایسے دوست بنائے ہوتے ہیں جو گھروں سے غافل ہوتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ سوچ سمجھ کر دوست بناؤ یہ صرف بڑوں کے لئے نہیں ہے بلکہ بچوں کے لئے بھی ہدایت ہے۔ والدین بھی اپنے بچوں کی نگرانی کریں کہ ان کے دوست کیسے ہیں۔ اس مغربی ماحول میں خاص طور پر اس بات کی ضرورت ہے۔ بہت سی مثالیں ایسی ہیں کہ لڑکی یا لڑکا گھر سے چلے گئے، اپنی مرضی کی شادیاں کر لیں۔ TV انٹرنیٹ پر فلمیں دیکھی جاتی ہیں۔ اس پر نظر رکھیں۔ جو لڑکے یا لڑکیاں عقل کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان کی دوستیوں کی طرف بھی والدین توجہ دیں۔

حضور نے فرمایا: ایک روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے''۔

یہاں باپ کا ذکر ہے لیکن ماں بھی اس میں شامل ہے۔ جیسے ماں گھر کی نگران ہے نگران کا فرض ہے کہ اسے ہر بات کا علم ہونا چاہئے۔ یہاں میں یہ کہوں گا کہ تربیت کرتے ہوئے سختی نہیں کرنی چاہئے۔ بچپن سے اگر نماز کی عادت ڈالیں گے، مشن ہاؤس آنے کی عادت ڈالیں گے تو پھر انہیں عادت پڑ جائے گی۔ آپ کو زیادہ تردد نہیں کرنا پڑے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز کا کہو۔ دس سال کا ہو جائے تو سختی سے نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔

سختی یہ ہے کہ بار بار کہتے چلے جاؤ۔ سختی سے یہ مراد نہیں کہ مارنا شروع کر دو۔ مستقل مزاجی سے جب کہو گے تو اللہ کے فضل سے بچے پر اس کا اثر ہوگا۔ پیار محبت سے ان میں اللہ کی محبت پیدا کرو۔ ایک دفعہ جب محبت پیدا ہو جائے تو کوئی اس کو نکال نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: 'زیادہ سختی کرنا، مارنا، بچوں کو ایک قسم کا شرک ہے''۔

اللہ کرے کہ آپ سب توبہ کرنے والی، عبادتگزار، خاوندوں کی فرمانبردار، گھروں کی حفاظت کرنے والی، اولادوں کی تربیت کرنے والی اور اپنے مقام کو سمجھنے والی ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات پیش فرمائے جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ اختیار کرنے، قومی تفاخر، ہنسی، ٹھٹھہ اور تمسخر سے بچنے، زکوٰۃ کی ادائیگی، خاوندوں کی اطاعت کرنے، اسراف سے بچنے اور خیانت، الزام تراشی، عیب جوئی سے اعراض کرنے کے بارہ میں نصائح فرمائی ہیں۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی اولاد کی نیک تربیت کرنے والی اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پر عمل کرنے والی ہوں تا کہ تقویٰ نہ صرف ان میں بلکہ ان کی اولادوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ آمین

آخر پر حضور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔ اس کے بعد دو بجے حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

شام ساڑھے چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو آٹھ بجے تک جاری رہیں۔ جماعت بلجیم کی مختلف جماعتوں کی 38 فیملیز کے 160 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور مردانہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے جہاں وقف نو بچوں کے ساتھ کلاس کا انعقاد ہوا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ دس سال سے اوپر کتنے بچے شامل ہیں تو اس پر چند بچوں اور بچیوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے۔

عزیزم عقیل احمد نے تلاوت قرآن کریم کی جس کا اردو ترجمہ عزیزم سلمان احمد نے پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم سعید احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام:

''اسلام سے نہ بھاگو راہ ھدیٰ یہی ہے''۔

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ نظم کے بعد حضور انور نے بچوں سے پوچھا کیا اس نظم کی آپ کو سمجھ آئی ہے۔ حضور نے بچوں سے مختلف الفاظ کے معانی بھی دریافت فرمائے۔

اس کے بعد عزیزہ رمیزہ نصیر نے 'آنحضور ﷺ کی شجاعت' کے عنوان پر تقریر کی۔ حضور انور نے اس تقریر کے مضمون پر بھی بچوں سے سوالات کئے اور بچوں کو ہدایت فرمائی کہ غور سے سنا کرو تا کہ پتہ ہو کہ کیا کہا جا رہا ہے۔

اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ

'یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ'

عزیزہ منصورہ، عزیزہ عائشہ اور عزیزہ غزالہ نے کورس کی شکل میں ترنم کے ساتھ پڑھا اور عزیزم اسامہ کریم نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزہ فریحہ ثناء نے ''سچ کی اہمیت'' پر تقریر کی۔ حضور انور نے بچوں سے مختلف سوالات کئے اور دریافت فرمایا کہ اس تقریر میں کیا مضمون بیان ہوا ہے۔

اس تقریر کے بعد عزیزہ سعدیہ، صباحت احسان اور عاصمہ بشارت نے گروپ کی شکل میں نعت

''بدرگاہ ذی شان خیر الانام''

پڑھی۔ اس نعت کے پڑھنے کے بعد حضور نے فرمایا:

ما شاء اللہ آپ سب نظمیں پڑھنے والوں کی آوازیں بہت اچھی ہیں۔

بعد ازاں عزیزہ شمائلہ نعیم شاہین نے ملک بلجیم کا تعارف پیش کیا۔ اس کلاس کے آخری پروگرام میں ''بلجیم کی سیر'' کے عنوان کے تحت عزیزم نعمان احمد نے فرنچ زبان میں تین مقامات، منی یورپ، ایٹومیئم اور واٹرلُو کا تعارف تصاویر اور نقشہ جات کے ذریعہ کروایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خود از راہ شفقت اردو زبان میں ان مقامات کا تعارف کروایا۔

آخر پر حضور انور نے تمام بچوں اور بچیوں میں تحائف تقسیم فرمائے۔ 8:40 پر یہ پروگرام ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

اعلیٰ معیار کی ضامن
چناب سویٹس
ہمارے ہاں ہر قسم کی مٹھائیاں، سموسے، پکوڑے آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں۔
بلجیم، ہالینڈ کے لئے بڑے آرڈر پر سپلائی کا انتظام بھی موجود ہے
Chanab Sweets
Bieberer Str. 165-63179 Obertshausen
Germany
Tel: 06104 800612 Fax: 06104 409347
Mobile: 0162 8909960

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیرت حضرت مسیح موعودؑ

ماہنامہ "خالد" ربوہ مئی ۲۰۰۴ء میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی حضرت مسیح موعودؑ سے متعلق بعض روایات شائع ہوئی ہیں۔

☆ حضور علیہ السلام پرندوں کا گوشت بہت پسند فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً بھٹر، تلیر اور ممولا۔ ممولا کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ درد گردہ کے لئے بہت مفید ہے۔

☆ ایک دفعہ ایک نانبائی کے متعلق شکایت ہوئی کہ یہ کھانے میں چوری کرتا ہے تو حضور ہنس پڑے اور فرمایا: اگر یہ ولی اللہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اسے ایسے کام میں کیوں ڈالتا۔ یہ ایک روٹی کے لئے دو دفعہ جہنم میں جاتا ہے۔

☆ حضورؑ عموماً رات دس گیارہ بجے تک کام کیا کرتے تھے اور پھر سونے کی تیاری کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن دنوں اپنا لاہور کا آخری سفر کرنا تھا (تو اس میں کئی دفعہ کئی قسم کی روکیں پیدا ہوتی رہیں۔ ایک دفعہ تو حضور دو دن کے لئے اس لئے بھی رک گئے کہ مجھے تیز بخار اور پیچش کی شکایت ہو گئی تھی۔ اس کے بعد چونکہ بٹالہ سے لاہور تک کے لئے گاڑی ریزرو ہو چکی تھی اس لئے حضور کو بہر حال جانا پڑنا تھا)۔ حضورؑ قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ رات بٹالہ میں رہے جہاں کی جماعت نے حضور کو رات کھانے کی دعوت دی تھی۔ جب شام کے قریب حضورؑ بٹالہ پہنچے تو جماعت کے لوگ کافی وقت گئے تک حضورؑ سے ملتے رہے اور بہت رات گئے تک بھی انہوں نے کھانے وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کیا۔

جب سب دوست مِل ملا کر فارغ ہوئے تو پھر اس طرف متوجہ ہوئے۔ حتّٰی کہ رات کے کوئی دو بج گئے۔ میں تو چھوٹی عمر میں تھا اور بیمار بھی تھا اس لئے زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکا۔ چنانچہ مجھے تنور کی روٹی بازار سے منگوا کر شوربے میں بھگو کر دی گئی اور وہی میں نے کھالی۔ اسی طرح خود حضرت اماں جانؓ نے اپنی کا بھوک کا بڑی شدت سے اظہار فرمایا تھا لیکن اتنی دیر ہونے اور تکلیف کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق کا یہ عالم تھا کہ آپؑ نے کسی معمولی اشارہ سے بھی اپنی تکلیف یا ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ نہایت صبر اور سکون سے وقت گذارا بلکہ علیحدگی میں اپنے گھر والوں سے بھی اس تکلیف کا ذکر نہیں فرمایا۔

☆ مئی ۱۹۰۸ء میں لاہور جاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ نے حجرہ بند کیا۔ حجرہ وہ کمرہ ہے جس میں آخری عمر میں آپؑ تصنیف فرمایا کرتے تھے۔ اس کا ایک دروازہ امّ ناصر کے مکان کی طرف کھلتا تھا۔ دوسرا بیت الدعا میں اور تیسرا میرے سابقہ مکان کے صحن میں۔ اس حجرہ کو بند کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: "اب ہم اس کو نہیں کھولیں گے"۔ چنانچہ اس کے بعد حضور کی وفات ہو گئی اور پھر حضور کو یہ حجرہ کھولنے کا موقع نہیں ملا۔

اسی طرح حضورؑ کی وفات سے ایک دن پہلے عصر کی نماز کے وقت ایک ڈاکٹر حضور کے پاس آیا۔ اس نے چند سولات کئے جن کے جوابات حضور نے بڑے اختصار سے دیئے اور فرمایا کہ یہ تمام باتیں میں اپنی کتاب میں لکھ چکا ہوں۔ اس کے بعد اس ڈاکٹر نے پھر اصرار کیا اور کچھ اور باتیں پوچھیں تو حضورؑ نے فرمایا: اب ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳/مئی ۲۰۰۴ء میں حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحبؓ کا ذکر خیر مکرم سہیل احمد ثاقب بسرا صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحبؓ قصبہ چھمال ضلع گورداسپور میں ۱۸۸۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بڑے بھائی منشی گوہر علی کے ساتھ رہتے تھے چونکہ وہ مدرس تھے اس لئے جہاں ان کی تعیناتی ہوتی، آپ بھی ساتھ ہی چلے جاتے۔ پرائمری آپ نے تلونڈی داباں والی میں کی اور بعد ازاں امرتسر شہر میں پڑھتے رہے۔ ۱۹۰۶ء میں آپ وٹرنری کالج لاہور میں داخل ہوئے جہاں سے ۱۹۱۰ء میں تعلیم مکمل کی اور پھر ملازمت کے سلسلہ میں مختلف مقامات پر متعین رہے۔ بمبئی میں تین سال صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ تحریک شدھی میں تین ماہ کا عرصہ اعلاء کلمہ حق کے لئے پیش کیا۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے جنازہ کے ساتھ لاہور سے قادیان جانے کا موقعہ بھی ملا۔ ۱۹۴۷ء حفاظت مرکز کے لئے خود کو پیش کیا۔ اور ۲۶ سال تک اپنا عہد درویشی خوش اسلوبی سے نبھا کر ۱۴/دسمبر ۱۹۷۴ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان کے قطعہ خاص صحابہؓ میں دفن کئے گئے۔

آپ کے قبول احمدیت کا واقعہ یوں ہے کہ ۱۸۹۸ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ امرتسر سے ریل گاڑی میں گزرے تو آپ بھی زیارت کے لئے اسٹیشن پر گئے۔ حضورؑ کے لئے سیکنڈ کلاس کا ڈبہ ریزرو تھا اور حضورؑ اس میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپؑ نے سرخ رنگ کی لوئی اوڑھی ہوئی تھی اور خواجہ کمال الدین صاحب حضورؑ کے سرہانے بیٹھے تھے۔ جب آپ نے کھڑکی سے جھانکا تو خواجہ صاحب نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن حضورؑ نے فرمایا: اس کو مت روکو، یہ خدا کے حکم سے آیا ہے۔ چنانچہ آپ نے حضور کا نورانی چہرہ دیکھا اور گاڑی کی روانگی تک وہیں کھڑے زیارت کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک خواب دیکھا جس میں احمدیت کی طرف آپ کی راہنمائی کی گئی۔ پھر ایک مجذوب امرتسر آیا جس سے ملنے کے لئے آپ بھی گئے۔ اس نے آپ کو دیکھتے ہی کہا: "جس نے ولی بننا ہے وہ قادیان جائے"۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۹ء میں بیعت کا خط لکھ دیا اور ۱۹۰۰ء میں قادیان حاضر ہو کر دستی بیعت کا شرف بھی حاصل کر لیا۔

مکرم سردار فیروزالدین صاحب امرتسری

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۳/اپریل ۲۰۰۴ء میں مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب اپنے والد محترم سردار فیروزالدین صاحب امرتسری کا ذکر خیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ خاکسار کے آباؤاجداد ہندو بنسی خاندان منہاس راجپوت تھے۔ خاندان کے بزرگ گردش زمانہ کی وجہ سے وادی کشمیر سے ہجرت کر کے سکھوں کے علاقہ ماجھ میں آگئے۔ زرعی اراضی تھوڑی تھی اس لئے کاشتکاری کی بجائے اکثر تاجر پیشہ تھے۔ خاندان میں سپاہ گری کا جذبہ بھی موجزن تھا۔ مکرم فیروزالدین صاحب کی پیدائش ۱۹۱۸ء میں موضع ادھو کل ضلع امرتسر میں مکرم فقیر محمد صاحب کے ہاں ہوئی جو مویشیوں کے مشہور تاجر تھے۔ آپ نے ۱۹۳۱ء میں مڈل تک تعلیم حاصل کر کے ۱۹۳۲ء میں کریانہ سٹور کھولا۔ بعد میں محکمہ حفظان صحت میں ملازم ہو گئے۔

آپ کو احمدیت کا تعارف مکرم گیانی محمد دین صاحب المعروف بہادر سنگھ مربی اچھوت اقوام کے ذریعہ ہوا تو مزید تسلی کے لئے قادیان گئے۔ پھر جب راجپورہ اراضی پر بطور منشی کام کرنے کا موقع ملا تو مرزا شجاع بیگ آف پٹی نابینا کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اس طرح حق بالکل واضح ہو گیا اور آپ نے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر ۱۹۳۵ء میں بیعت کر لی۔

آپ کے قبول احمدیت پر گاؤں اور علاقہ میں بہت مخالفت ہوئی۔ کئی بحثیں ہوئیں۔ بعد ازاں آپ قادیان منتقل ہو گئے جہاں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے زیر سایہ خدمت کا موقع ملا۔ پھر ۱۹۳۶ء میں قادیان سے فوج میں بھرتی ہو کر انبالہ چھاؤنی چلے گئے۔ ۲۳/اپریل ۱۹۴۷ء کو فارغ ہوئے تو پاکستان آکر جماعتی خدمات کا آغاز کر دیا۔

پہلے آپ احمدیہ مہاجر کیمپ رتن باغ جودھامل بلڈنگ لاہور پہنچے۔ چند روز بعد تحصیل جڑانوالہ میں زمین الاٹ ہوئی تو وہاں چلے گئے۔ جب اخبار میں یہ اعلان پڑھا کہ خدام الاحمدیہ کی تربیت کے لئے فوجیوں کی ضرورت ہے تاکہ مہاجرین کی آمد اور آبادکاری میں حکومت پاکستان کی مدد کی جاسکے، تو آپ نے بھی اس تحریک پر لبیک کہا۔ بعد میں آپ فرقان بٹالین میں بھی شامل ہوئے اور ۱۹۴۸ء سے ۳۰/جون ۵۱ء تک خدمات بجالائے۔

۲۰/ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب ربوہ کی بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے تو آپ بھی بطور پہرہ دار قافلہ میں شامل تھے۔ بعد ازاں حضورؓ کے ساتھ متعدد سفروں میں بھی شامل ہونے کی سعادت ملی۔ ۱۹۵۱ء میں ہی آپ نے زندگی وقف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ چنانچہ یکم جولائی ۱۹۵۱ء تا ۱۹۹۶ء بطور انسپکٹر تحریک جدید خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اسی خدمت پر مامور رہے۔

آپ ۱۹۴۵ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ ہمیشہ وقت پر چندہ وصیت ادا کرتے۔ اپنی زندگی میں ہی حصہ جائیداد ادا کر دیا۔ تحریک جدید کے اولین پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ نے ۲۰۳۴ء تک کا اپنا چندہ ادا کر دیا تھا۔

اعزاز

☆ مکرم ارسلان یوسف صاحب نے B.Sc (میڈیکل گروپ) میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں اوّل آکر وزیراعظم پاکستان سے طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ صدف بشارت صاحبہ نے B.C.S کے امتحان میں مظفرآباد یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم وقار حمید صاحب نے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے فائنل ایئر کی پراجیکٹ امیگریشن ۲۰۰۳ء کے مقابلہ میں اوّل آکر طلائی تمغہ حاصل کیا ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر احمد ناصرالدین زکریا صاحب نے راولپنڈی میڈیکل کالج سے MBBS کے تمام سالوں میں ہر سال طلباء میں اوّل آنے پر چار طلائی تمغے حاصل کئے ہیں۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳/فروری ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے

کانٹوں کے درمیاں ہی تو کھلتے ہیں سب گلاب
اور تیرگی سے شب کی نکلتا ہے آفتاب
سادہ بہت ہی شرحِ ثواب و عذاب ہے
ان کی خوشی ثواب ہے ناراضگی عذاب
بچپن چلا گیا ہے جوانی چلی گئی
لگتا ہے جاگتے میں یہ دیکھے ہیں دونوں خواب

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday October 15 , 2004 | Issue No. 42

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ کے دورۂ یورپ کی بعض جھلکیاں

اگر اولاد کی نیک تربیت کروگی تو تمہاری اولاد بھی اس وجہ سے جنت کو حاصل کرنے والی ہوگی۔ اولاد کی تربیت اس ماحول میں بہت ضروری ہے

احمدی ماں باپ کو ابرار بننا چاہئے۔وہ اپنے بچوں سے، والدین سے، عزیز واقارب سے حسن سلوک کریں۔

(بلجیم کے جلسہ سالانہ کے موقع پرحضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب،فیملی ملاقاتیں ،وقف نو بچوں کی کلاس میں شمولیت)

(رپورٹ :عبدالماجد طاہرؔ۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

مورخہ 10/ستمبر 2004ء بروز جمعۃ المبارک:

صبح پونے چھ بجے حضورانور نے مسجد بیت السلام برسلز (بلجیم) میں نماز فجر پڑھائی۔ آج جلسہ سالانہ بلجیم کا پہلا دن تھا۔ایک بج کر پچپن منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔حضورانور ایدہ اللہ نے لوائے احمدیت اور مکرم امیر صاحب بلجیم نے بلجیم کا قومی پرچم لہرایا۔اس کے بعد حضورانور ایدہ اللہ نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضورانور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں حضور ایدہ اللہ نے دو بجے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔حضورانور کا یہ خطبہ اور پرچم کشائی کی تقریب MTA پر Live نشر کی گئی۔اس خطبہ جمعہ کے ساتھ بلجیم کے بارھویں جلسہ سالانہ کا افتتاح عمل میں آیا۔جماعت احمدیہ بلجیم کا یہ پہلا جلسہ ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔تین بجے حضورانور نے نماز جمعہ اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔شام چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔جماعت احمدیہ بلجیم کی مختلف جماعتوں سے 50 فیملیز کے 219 افراد نے حضورانور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ملاقات کا پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا جس کے بعد پونے نو بجے حضورانور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔اس کے بعد حضور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

مورخہ 11/ستمبر 2004ء بروز ہفتہ:

صبح پونے چھ بجے حضورانور نے مسجد بیت السلام برسلز (بلجیم) میں نماز فجر پڑھائی۔صبح کے وقت حضورانور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دوپہر ایک بجے حضورانور لجنہ اماء اللہ سے خطاب کے لئے لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔جونہی حضور انور لجنہ کی مارکی میں داخل ہوئے مستورات نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔بچیوں نے کورس کی شکل میں ترنم کے ساتھ ایک استقبالیہ نظم پڑھی جس کا پہلا شعر درج ذیل ہے۔

جان عالم،سیّدی ،اھلاوّسھلامرحبا یا حبیبی، مرشدی،اھلاوّسھلامرحبا

اس کے بعد باقاعدہ لجنہ کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ’’حمد وثنا اسی کو جوذات جاودانی‘‘ خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا گیا۔

1:20 پر حضورانور ایدہ اللہ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔حضورانور کا یہ خطاب ٹیلیفون رابطہ کے ذریعہ MTA پر LIve نشر کیا گیا۔

تشہد،تعوذ کے بعد حضورانور نے فرمایا کہ:اللہ تعالیٰ نے اسلامی معاشرہ میں عورت کو جو مقام دیا ہے اور اگر وہ نیک ہو،اللہ کے احکام پر عمل کرنے والی ہو،عبادت گزار ہو،بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ ایسی عورتوں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔جنت یونہی حاصل نہیں ہوجاتی،اس کے لئے بڑی شرطیں پوری کرنی پڑتی ہیں،بڑے اعمال بجالانے پڑتے ہیں،بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں۔لیکن عورت کو یہ مقام دیا کہ نیک اعمال بجالا کر تم خود جنت میں جاؤ گی لیکن اگر اولاد کی نیک تربیت کروگی تو تمہاری اولاد بھی اس وجہ سے جنت کو حاصل کرنے والی ہوگی۔جنت ایک ایسا مقام ہے جس میں مرنے کے بعد بھی ایسے لوگ داخل ہوں گے جو مومنین ہوں،نیک اعمال بجالانے والے ہوں،مومنات ہوں،خدا سے ڈرنے والے ہوں،صبر کرنے والے ہوں اور وہ لوگ جو نیکیوں میں بڑھنے والے ہوں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ان خصوصیات کی حامل آپ تبھی ہوں گی جب اللہ کے تمام احکامات جو بیان کئے گئے ہیں اِن پر اُن شرطوں کے ساتھ عمل کرنے والی ہوں گی جو خدا نے بیان کی ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا کا دیدار نصیب ہوگا۔کیا ہی خوش قسمت ہیں جو خدا کے راستہ پر چل کر نہ صرف اپنے لئے جنت کے رستے تیار کرتے ہیں بلکہ اپنی نیک تربیت کے ذریعہ اپنی اولادوں کو بھی اس راستہ پر چلا رہی ہیں۔ایسی نیک تربیت کرنے والیوں اور نیک اعمال بجالانے والیوں کے لئے اس دنیا میں بھی جنت ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے سے بھی حصہ لے رہی ہوں گی ﴿اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:29) یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے لوگ،عبادت کرنے والے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ تمہاری فلاح،تمہاری کامیابی،اللہ کے ذکر میں ہے،اللہ کی عبادت میں ہے۔جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (الجمعۃ:11) کسی بھی عورت کی کامیابی اس میں ہے کہ جب اسے اللہ کی رضا حاصل ہوگی اور جب وہ اپنی اولاد کو اللہ کے احکام پر عمل کرنے والا،نیکیوں میں ترقی کرنے والا دیکھے گی۔جب وہ اللہ کے فضلوں کے نظارے اس دنیا میں دیکھے گی۔یہ عبادات،نیک اعمال آپ کو بھی،آپ کی نسلوں کو بھی اگر وہ نیکیوں پر قائم ہوں اس دنیا میں بھی جنت دکھا دیں گے۔

حضورانور نے فرمایا:پس ہر احمدی عورت کو اس جنت کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اس دنیا میں بھی سکھ چین کی زندگی حاصل ہو اور اگلی دنیا میں بھی حقیقی جنت ملے۔کبھی وہ اس پریشانی میں دنیا کو نہ چھوڑے کہ میری نسل دنیاداری میں پڑ گئی ہے۔یہ دنیا کی چکاچوند جو بظاہر دل کو اچھی لگتی ہے مرتے وقت خلش پیدا کرتی ہے۔حسرت ہوتی ہے کہ کاش مَیں نے اللہ کے حقوق ادا کئے ہوتے،کاش مَیں نے اولاد کو اللہ کی طرف رغبت دلائی ہوتی۔پس ہر احمدی عورت کو وہ مقام وہ معیار حاصل کرنا چاہئے جو قرآن میں اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (الاحزاب:36)۔ نیک فرمانبردار اور غیب میں بھی اس کی حفاظت کرتی ہیں جس کی حفاظت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

فرمایا:اللہ کی فرمانبردار تب کہلاؤ گی جب اپنے خاوندوں کی فرمانبردار ہوگی،اپنے گھر کے ماحول کو خاوندوں کی مرضی کے مطابق چلاؤ گی،ان کی غیر حاضری میں ان کے گھروں کی حفاظت،ان کے مال کی حفاظت،اولاد کی حفاظت کروگی۔حدیث میں ہے کہ عورت خاوند کے گھر کی نگران ہے۔گھر کے اخراجات ہی لے لیں۔اب اگر عورت گھر کا خرچ احتیاط سے نہ چلا رہی ہو تو فضول خرچیاں ہوجاتی ہیں یا پھر بہانہ بنا کر زیادہ خرچ کر لیتی ہیں۔یہ حقیقی فرمانبرداری اور نیک نیتی نہیں اور نہ یہ گھر کی ذمہ داری پوری کرنے والی بات ہے۔پھر اولاد کی تربیت ہے اگر

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت،شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔